besturdubooks.wordpress.com

# محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

# جنگ کے میدان میں

تالیف
حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
اُستاذُ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

مکتبہ ایمان و یقین

besturdubooks.wordpress.com

# محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

## جنگ کے میدان میں

مؤلف

مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب مدظلہم العالی

اُستاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر:

مکتبہ ایمان ویقین

besturdubooks.wordpress.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں


نام کتاب: محمد رسول اللہ ﷺ جنگ کے میدان میں

مصنف : مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب مدظلہم العالی

تعداد : گیارہ سو

طباعت : اوّل

سنِ اشاعت: مئی ۲۰۱۱ء بمطابق جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ

باہتمام : غفران اللہ جان بنوی

ناشر : مکتبہ ایمان ویقین (فون:0333-7993963)


## ملنے کے پتے


- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی
- دار الاشاعت، اردو بازار کراچی
- مکتبۃ الرازی، بنوری ٹاؤن کراچی
- قدیمی کتب خانہ، اردو بازار کراچی
- مظہری کتب خانہ، گلشن اقبال بلاک ۲، کراچی
- مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
- مکتبہ عبداللہ بن مبارک
- المکتبۃ المنصور، راولپنڈی
- ضیاء بک سیلر، میر علی
- اسلامی کتب خانہ، چوک بازار بنوں
- ممتاز کتب خانہ، پشاور
- علمی کتب خانہ، میران شاہ

besturdubooks.wordpress.com




| مضامین | صفحہ نمبر | مضامین | صفحہ نمبر |
| --- | --- | --- | --- |
| شیر خدا علی المرتضیٰؓ میدانِ کارزار میں | ۲۷۴ | معان میں صحابہ کرامؓ کا مشورہ | ۳۰۷ |
| حضرت زبیرؓ اور یاسر کافر کا مقابلہ | ۲۸۲ | دونوں فوجوں کا آمنا سامنا | ۳۰۹ |
| قلعہ وطیح اور سلالم کی فتح | ۲۸۳ | میدانِ موتہ میں گھمسان کی جنگ | ۳۱۰ |
| غنائم خیبر کی تفصیل | ۲۸۵ | آنحضرتؐ میدانِ جنگ کا منظر دیکھ رہے ہیں | ۳۱۱ |
| کنانہ بن ربیع کا دھوکہ اور موت | ۲۸۵ | محبوب رسولؐ اور عاشقِ رسولؐ حضرت زید گھمسان میں | ۳۱۲ |
| شہداء خیبر اور دیگر واقعات | ۲۸۷ | حضرت جعفر طیارؓ جنگ موتہ کے کارزار میں | ۳۱۶ |
| نتائج جنگ | ۲۸۸ | حضرت عبداللہ بن رواحہؓ شوقِ شہادت میں | ۳۲۴ |
| باب پنجم: جنگِ موتہ | ۲۹۱ | سیف اللہ خالدؓ میدانِ جنگ میں | ۳۲۸ |
| مقامِ موتہ کا محلِ وقوع | ۲۹۳ | میدانِ موتہ میں کچھ اور معرکے | ۳۳۴ |
| سریہ موتہ کو غزوہ کیوں کہتے ہیں؟ | ۲۹۶ | مدینہ منورہ میں شہداء کی خبر کا پہنچنا | ۳۳۷ |
| ۸ھ جنگِ موتہ کے اسباب | ۲۹۸ | باب ششم: فتح مکہ | ۳۴۳ |
| مدینہ منورہ سے لشکرِ اسلام کی روانگی | ۲۹۹ | مکہ مکرمہ کے مختلف نام | ۳۴۵ |
| حضور اکرمؐ کی وصیت ونصیحت | ۳۰۰ | مکہ مکرمہ کا محل وقوع | ۳۴۵ |
| بہادر اسلام حضرت عبداللہ بن رواحہ کا جذبۂ جہاد | ۳۰۱ | مکہ مکرمہ کی فضیلت | ۳۴۶ |
| جہاد میں تھوڑی سی تاخیر بھی موجب نقصان | ۳۰۴ | فتح اعظم فتح مکہ کے اسباب | ۳۴۷ |
| شہادت کی تمنا | ۳۰۴ | دربارِ نبوی میں نقضِ عہد کی اطلاع | ۳۵۰ |
| لشکرِ اسلام معان کی طرف بڑھ رہا ہے | ۳۰۵ | ابوسفیان مدینہ میں امن تلاش کر رہا ہے | ۳۵۲ |
| لشکر اسلام کے مقابلے کیلئے لشکرِ کفار..... | ۳۰۶ | ابوسفیان کی واپسی | ۳۵۶ |

besturdubooks.wordpress.com

# باب پنجم

## جنگِ مُوتہ

besturdubooks.wordpress.com



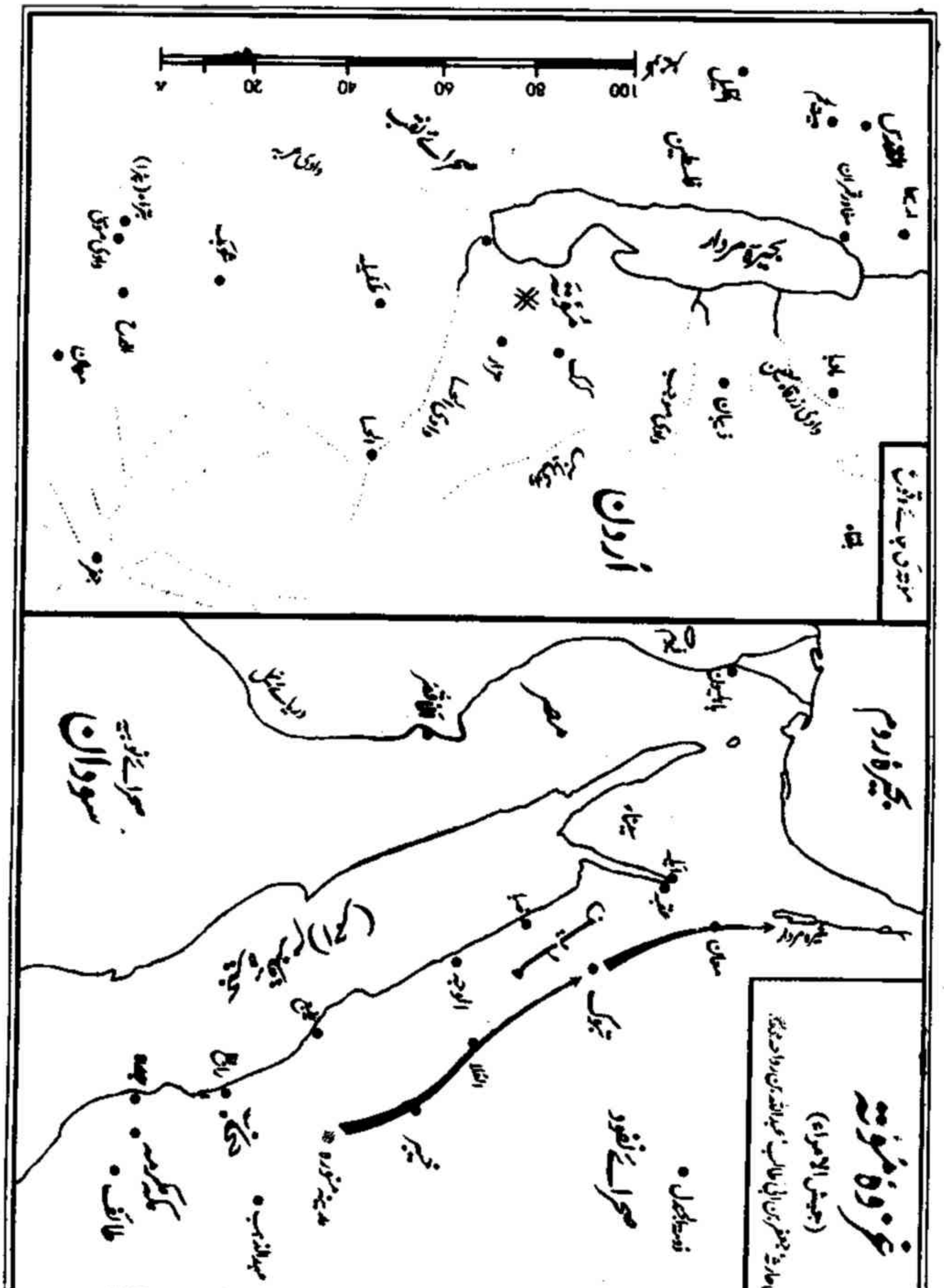

besturdubooks.wordpress.com



# مقام موتہ کا محل وقوع

علامہ یاقوت حموی معجم البلدان، ج: ۵، ص: ۲۱۹ پر لکھتے ہیں کہ "موتہ" میم مضموم اور واؤ مہموزہ، ساکنہ اور پھر تاء کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، امام لغت علامہ ثعلبؒ کا کہنا ہے کہ یہ لفظ ہمزہ کے بغیر، موتہ، جنون اور دیوانگی کے معنی پر ہے اور جس شہر میں حضرت جعفر وغیرہ شہید ہو گئے تھے وہ ہمزہ کے ساتھ موتہ ہے، علامہ لحیانیؒ فرماتے ہیں کہ موتہ غشی کے مانند ایک کیفیت کو کہتے ہیں اور ہمزہ کے ساتھ موتہ، شام کی حدود میں بلقاء کے دیہاتوں میں ایک گاؤں کا نام ہے بعض نے کہا کہ، موتہ، مشارف شام کے علاقوں میں ایک علاقہ ہے اسی علاقے کی طرف مشرفی تلواریں منسوب ہیں ایک شاعر نے اپنے شعر میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابى الله للشم الانوف كانها
صوارم يجلوها بمؤتة صيقلُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے اونچی ناکوں کو ہر قسم کی ذلت سے محفوظ رکھا ہے گویا یہ ناکیں ایسی تیز دھار ہیں جس کو مقام موتہ کے مانجھنے والے نے مانجھا ہے، حضرت حسانؓ نے بھی اپنے شعروں میں موتہ کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں۔

فَلاَ يُبْعِدَنَّ اللّٰهُ قَتْلٰى تَتَابَعُوْا
بِمُؤْتَةَ مِنْهُمْ ذُو الْجَنَاحَيْنِ جَعْفَرُ
وَزَيْدٌ وَعَبْدُاللّٰهِ هُمْ خَيْرُ عُصْبَةٍ
تَوَاصَوْا وَأَسْبَابُ الْمَنِيَّةِ تَنْظُرُ

یعنی اللہ تعالیٰ ان مقتولین پر رحم فرمائے جو مقام موتہ میں پے در پے شہید ہوئے جن میں دو پروں والا حضرت جعفرؓ تھے اور حضرت زیدؓ اور حضرت عبداللہؓ بھی تھے۔ یہ ایک بہترین جماعت تھی جنہوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی جبکہ موت کے اسباب دیکھ رہے تھے۔

علامہ مہلبیؒ فرماتے ہیں کہ "ماب" اور "اذرح" علاقہ شراۃ کے دو بڑے شہر ہیں اور اذرح سے

besturdubooks.wordpress.com

بارہ میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے جو موتہ کے نام سے مشہور ہے جہاں حضرت جعفرؓ کی قبر ہے۔

(انتہی الکلام یاقوت حموی)

علامہ ابن حجرؒ فتح الباری ج ۷ ص ۴۱۲ پر فرماتے ہیں موتہ میم کے ضمہ اور واو ساکنہ کے ساتھ ہے ،مبرد اور اکثر نقل کرنے والوں کے ہاں ایسا ہی ہے بعض نے ہمزہ کے ساتھ بتایا ہے جیسا ثعلبؒ اور جوہریؒ کا خیال ہے،ابن اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ یہ بلقاء کے قریب ہے اور دیگر حضرات کہتے ہیں موتہ بیت المقدس سے دو مرحلہ کے فاصلہ پر ہے۔

## حضرت مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی صاحب کا مشاہدہ

وفاقی شرعی عدالت کے سابق جج جسٹس محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے ''جہاں دیدہ'' میں اپنے سفر کی روئیداد میں میدان موتہ کا تذکرہ انتہائی دلچسپ انداز سے کیا ہے چونکہ نہایت عمدہ اور بہت معلوماتی ہے اس لئے پوری عبارت ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں فرماتے ہیں: اصحاب کہف کے اس غار سے ہمارا ارادہ موتہ جانے کا تھا اور وہاں سے سیدھے دمشق جانا چاہتے تھے اس لئے ملک افضل صاحب عمان ہی میں رک گئے اور ہمیں اس سڑک تک لے گئے جو سیدھی موتہ جاتی تھی انہوں نے بتایا کہ اگرچہ وہ اس راستے سے کبھی موتہ نہیں گئے لیکن انہیں معلوم ہے کہ یہ سڑک سیدھی موتہ جاتی ہے اور اندازہ یہ ہے کہ یہاں سے موتہ کا فاصلہ ۵۰، ۶۰ کلومیٹر کے قریب ہوگا ،اسی اندازے پر اعتماد کرتے ہوئے ہم نے اس سڑک پر سفر کرنا شروع کر دیا،خیال یہ تھا کہ دوپہر یا سہ پہر تک ہم وہاں سے فارغ ہو کر دمشق کی طرف روانہ ہو جائیں گے لیکن جب اس سڑک پر سفر شروع کیا تو یہ سفر لمبا ہوتا چلا گیا،راستے میں بے شمار بستیاں اور قصبے گذرتے رہے، بہت چلنے کے بعد ہم نے مقامی حضرات سے راستے کی تصدیق کرنا چاہی تو لوگوں نے کہا واقعتاً یہ سڑک سیدھی موتہ جارہی ہے لیکن فاصلے کا صحیح اندازہ کسی کو نہیں تھا، جب کسی شخص سے موتہ اور اسکی قریبی بستی مزار کے بارے میں پوچھو، تو وہ کہتا ہے ،دُغری، یعنی سیدھے چلتے جاؤ غالباً یہ ترکی لفظ ہے۔ ایک صاحب نے اس پر یہ بھی اضافہ کر دیا کہ ''لاھیک و لاھیک،، میں یہ جناتی زبان بالکل نہیں سمجھ سکا تو قاری بشیر احمد صاحب نے تشریح کی کہ اسکا مطلب ہے کہ ''لاھکذا و لاھکذا،، یعنی نہ ادھر نہ اُدھر بس سیدھے چلے جاؤ۔ چنانچہ

besturdubooks.wordpress.com

ہم سیدھے چلتے رہے لیکن تھوڑی دیر بعد یہ سڑک، آباد میدانی علاقوں سے ہٹ کر پہاڑی علاقے میں داخل ہونے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بہت اونچے پہاڑ پر چڑھنا شروع ہوگئی۔ یہ پہاڑی راستہ بڑا پیچ دار بھی تھا اور خطرناک بھی، جگہ جگہ ایسے اندھے موڑ سامنے آتے کہ چند گز کے بعد سڑک نظروں سے غائب ہوجاتی تھی اور ہر موڑ کے بعد گاڑی مزید بلندی پر چڑھ جاتی، یہاں تک کہ اللہ اللہ کر کے پہاڑ کی چڑھائی اترائی ختم ہوئی تو ایک اور اس سے بھی اونچا سر بفلک پہاڑ سامنے آگیا۔ دیکھا کہ ایک درمیانی ندی عبور کرنے کے بعد اب سڑک دوسرے پہاڑ پر چڑھ رہی ہے وہ دوسری چڑھائی پہلے سے بھی زیادہ خطرناک تھی اور اوپر پہنچ کر اندازہ ہوا کہ ہم شاید ہزار فٹ اوپر آچکے ہیں۔

مسلسل پیچ دار چڑھائی عبور کرنے سے عطاالرحمٰن صاحب کو گاڑی چلاتے ہوئے کچھ چکر سا بھی آنے لگا تھا اسلئے چوٹی پر پہنچ کر ہم تھوڑی دیر کیلئے رک گئے، پہاڑ کے دونوں طرف دور پھیلی ہوئی وادیوں اور ان کے درمیان بہتے ہوئے چشموں کا بڑا دلکش منظر نظروں کے سامنے تھا۔ وادیوں میں چرتے ہوئے مویشی رینگتی ہوئی چیونٹیوں کی طرح نظر آرہے تھے۔ وہاں سردی بھی زیادہ تھی لیکن کھلی ہوئی دھوپ نے اس خنکی کو خوشگوار بنادیا تھا اس حسین منظر اور پُر کیف فضا سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ یہ فکر بھی دامن گیر تھی کہ نہ جانے، موتہ ابھی کتنی دور ہے۔ ان جانے راستوں پر ابھی اور کون سی گھاٹیاں آنے والی ہیں اور ہم کب دمشق کے لئے روانہ ہوسکیں گے؟ اگر شام اسی علاقے میں ہوگئی تو رات کو بے وقت دمشق کا سفر مناسب بھی ہوگا یا نہیں؟ ان سوالات کے ساتھ ساتھ ذہن تقریباً چودہ سو سال پیچھے لوٹ گیا تین روز سے ہم لق و دق صحراؤں، چٹیل میدانوں اور سر بفلک پہاڑوں کا نظارہ کرتے آرہے تھے یہ سب ان مجاہدین اسلام کے راستے کی منزلیں تھیں جو ان انجانے راستوں پر ایمان کی مشعلیں روشن کرنے کے لئے نکلے تھے اور جن کے لئے یہ راستے صرف اجنبی ہی نہ تھے بلکہ ہر موڑ پر یہ خطرہ بھی تھا کہ یہ دشمن کی کوئی کمین گاہ نہ ہو، لیکن نہ ان کے عزم واستقلال کو کوئی پہاڑ جنبش دے سکا نہ راستے کی صعوبتیں انہیں ڈگمگا سکیں، وہ ہر مشکل سے مشکل راستے پر نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے بڑھتے رہے، یہ کٹھن اور سنگلاخ چٹانیں ان کی راہ کا غبار بن کر ان کا منہ تکتی رہ گئیں اور ان کے عزم و اثبات کا قافلہ منزلوں آگے نکل گیا۔

besturdubooks.wordpress.com

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے　　جنھیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا　　سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

اس کوہستان سے کسی طرح باہر نکلے تو پھر میدانی علاقہ شروع ہوگیا، یکے بعد دیگرے بہت سی بستیاں گذرتی رہیں، ہم عمان یا دمشق سے روانہ ہونے کے بعد شاید ڈیڑھ سو کلو میٹر سفر طے کر چکے تھے اس کے بعد کہیں منزل مقصود کے آثار شروع ہوئے ،لوگوں نے بتایا کہ اب موتہ قریب ہی ہے راستہ پوچھتے پوچھتے بالآخر ہم موتہ پہنچ ہی گئے ،آج موتہ کے میدان کے شمال میں یونیورسٹی جامعہ موتہ ہی کے نام سے بنی ہوئی ہے، ہم نے گاڑی اس کے مرکزی دروازے پر کھڑی کی ،اور لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے موتہ کے میدان جنگ کا راستہ بتادیا اس میدان کے شمالی کنارے پر کچھ بوسیدہ عمارتوں کے کھنڈر باقی ہیں اور ایک مجاور یہاں زائرین کی رہنمائی کے لئے موجود ہے شمال میں حد نظر تک ایک میدان پھیلا ہوا تھا جس میں جگہ جگہ نشیب وفراز نظر آتے تھے مجاور نے بتایا یہ میدان معرکہ موتہ کے وقت سے آج تک ایک ہی حالت میں ہے اور یہاں کبھی کوئی انقلاب تغیر نہیں آیا۔ (جہاں دیدہ، از ص: ۲۲۵ تا ۲۲۷)

مقام موتہ کے متعلق سمجھانے کی غرض سے میں نے اپنے قارئین کی ایک حد تک رہنمائی کی تاہم میں اس کتاب میں لفظ موتہ کو بغیر ہمزہ استعمال کرونگا، اب آیئے اور جنگ موتہ کے متعلق یہ بحث ملاحظہ فرمائیں کہ اس سریہ کو غزوہ موتہ کے نام سے کیوں یاد کیا جاتا ہے۔

## سریہ مُؤتہ کو غزوہ کیوں کہتے ہیں؟

یہ ایک فنی اور اصطلاحی بحث ہے جو شارحین، محدثین اور اہل تاریخ کے ہاں مسلمہ اصولوں کے تحت چلی آرہی ہے، وہ یہ کہ اسلامی معرکوں کے دو حصے رہیں ہیں ایک حصہ وہ ہے جس میں خود نبی اکرم ﷺ نے شرکت فرمائی ہے، محدثین، اور اہل تاریخ اس حصہ کو غزوہ کے نام سے یاد فرماتے ہیں۔ دوسرا حصہ وہ کہ جس میں حضور ﷺ نے بنفس نفیس شرکت نہیں فرمائی بلکہ آپ نے چھاپہ مارانداز سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا کوئی دستہ کسی مہم پر روانہ فرمایا ہے اس حصہ کو سریہ کہتے ہیں کل غزوات جس میں آپ ﷺ نے خود شرکت فرمائی ہے (۲۷) ہیں اور کل سرایا جس میں آپ ﷺ نے شرکت نہیں فرمائی بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو

besturdubooks.wordpress.com
روانہ فرمایا اس کی تعداد (۵۶) ہے اب سوال یہ ہے کہ سریہ موتہ کو مذکورہ اصول کے تحت سریہ کہنا چاہئے حالانکہ محدثین بلکہ خود امام بخاریؒ نے اس کو غزوہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ بخاری میں ہیں:

باب غزوة مؤتة من ارض الشام

اسی طرح اہل تاریخ نے اس کو غزوہ کے نام سے ذکر کیا ہے۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ اس سلسلہ میں کوئی ایسی تحریر مل جائے جو سلف صالحین کی کتابوں میں مذکور ہو اور اس میں اسکی وجہ بتائی گئی ہو چونکہ طویل مطالعے کی فرصت بھی نہیں ملی اور کوئی ایسی کتاب بھی نہیں ملی جو اس قسم کی بحث کو اٹھائے البتہ میرے ذہن میں دو توجیہات آئی ہیں اسی کو نقل کرتا ہوں۔ اسمیں ایک توجیہ تو کتابوں میں بھی مل گئی۔

توجیہ اول: ابن حجرؒ نے فتح الباری میں سریہ کے متعلق ایک تفصیلی کلام کیا ہے اسی کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ سریہ سین کے فتح اور را کے کسرہ اور یاء مشددہ کے ساتھ لشکر کے اس ٹکڑے کا نام ہے جو کسی مقصد کے لئے لشکر سے الگ ہو کر رہ جائے اور پھر لوٹ کر لشکر میں شامل ہو جائے اور یہ تعداد کے لحاظ سے ایک سو سے لیکر پانچ سو تک ہوتا ہے اگر پانچ سو سے زائد ہو جائے تو وہ منسر کہلاتا ہے اور اگر آٹھ سو سے زائد ہو جائے تو اس کو جیش کہا جاتا ہے۔ اگر چار ہزار سے لشکر بڑھ جائے تو اس کو جحفل کہتے ہیں اگر اس سے بھی زیادہ ہو جائے تو اس کو جیش جرار کہتے ہیں اور خمیس بہت بڑے لشکر کو کہتے ہیں اور اگر سریہ سے کچھ لوگ الگ ہو جائیں تو اسے ''بعث'' کا نام دیا جاتا ہے اور دس یا اس سے زیادہ ہوں تو وہ ''حفیرة'' کہلاتا ہے اور چالیس کو ''عصبہ'' کہتے ہیں اور اگر تین سو تک پہنچ جائیں تو وہ ''مقنب'' کہلاتا ہے اور اس سے زائد ہوں تو ''جمرة'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور ''کتیبہ'' اس لشکر کو کہتے ہیں جو بالکل ایک ساتھ ایک دوسرے سے جڑا ہوا کبھی منتشر نہ ہو''۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۴۶)

اس توجیہ کا خلاصہ یہ نکلا کہ سریہ کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس میں لوگوں کی تعداد پانچ سو سے زیادہ نہ ہو ورنہ پھر وہ سریہ نہیں رہے گا اور غزوہ موتہ میں لشکر کی تعداد تین ہزار تھی لہذا وہ غزوہ ہوا۔

توجیہ دوم: دوسری توجیہ میری سمجھ میں یہ آرہی ہے کہ چونکہ غزوہ موتہ میں اللہ نے میدان کارزار کو حضور اکرم ﷺ کے سامنے کر دیا تھا اور آپ ﷺ مسجد نبوی سے پورے میدان اور پورا معرکہ ملاحظہ فرما رہے تھے گویا آپ خود بنفس نفیس اس معرکہ میں شریک رہے اس لئے اس کو غزوہ کہا گیا۔

besturdubooks.wordpress.com



## ۸ھ جنگ موتہ کے اسباب

**پہلا سبب:** جنگ موتہ کے آنے کا پہلا سبب تو وہی تھا جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا **قاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ** یعنی ان کفار سے اس وقت تک لڑو کہ کہیں کسی جگہ کوئی فتنہ وفساد، کفر وشرک اور ظلم وبدامنی باقی نہ رہے کیونکہ جہاد فتنہ وفساد سے عالم کو پاک کرنے اور دین اسلام کو عام کرنے کا نام ہے: "**الجهاد هو اِخلاءُ العَالَمِ عَنِ الفَسَادِ**"(فتح القدیر)

لہذا حضور اکرم ﷺ کے اکثر غزوات اقدامی رہے ہیں۔دفاعی جنگیں تو بہت کم ہوئی ہیں جنگ اُحد اور جنگ خندق وغیرہ چند معرکے دفاعی تھے باقی تمام جنگیں اقدامی تھیں جو لوگ اپنے دین میں معذرت کی پالیسی اپناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام نے صرف دفاعی جنگ کی ہے اور اقدام اسلام میں نہیں ہے یہ لوگ یا تو اسلام، قرآن وحدیث اور تاریخ اسلام سے بالکل واقف ہی نہیں یا تو ان کے اپنے کچھ مقاصد ہیں اس لئے وہ ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اسلام اور تاریخ اسلام کو مسخ کر کے اس پر ظلم کرتے ہیں۔

**دوسرا سبب:** اس جنگ کا دوسرا سبب یہ تھا کہ صلح حدیبیہ کے بعد حضور اکرم ﷺ نے دنیا کے بادشاہوں کے نام دعوتی خطوط روانہ فرمائے تھے انہیں خطوط میں ایک خط "بُصری" کے گورنر کے نام بھی لکھا تھا جو شام میں قیصر روم کی طرف سے اس علاقہ پر متعین تھا حضور اکرم ﷺ نے اپنا یہ مبارک نامہ اپنے ایک صحابی حضرت حارث بن عمیر ازدیؓ کے توسط سے روانہ فرمایا۔راستے میں ایک مغرور با اثر کافر شرحبیل بن عمرو غسانی نے قاصد کو گرفتار کیا اور پھر بُصری کے گورنر کے سامنے پیش کر دیا، بصری کے حاکم نے فوراً حضور اکرم ﷺ کے اس قاصد کو شہید کر ڈالا۔حضور اکرم ﷺ کو جب اسکی اطلاع ملی تو آپ بہت غمگین ہوئے اور چونکہ قاصد کا قتل آج کل کی طرح اس وقت بھی ایک بین الاقوامی جرم سمجھا جاتا تھا اور اس وقت تو ایسی حرکت کو غیر اعلانیہ جنگ بھی تصور کیا جاتا تھا۔حضور اکرم ﷺ ایسے بھی نہیں تھے کہ اپنے قاصد کے قتل پر خاموش رہتے جو اس طرح بے رحمی سے خالص ظلماً قتل کر دیا گیا اس وجہ سے آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے ایک لشکر ترتیب دیا تا کہ اس مغرور حاکم سے اپنے قاصد کا انتقام لے لیں۔کیونکہ ؎

زور بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

besturdubooks.wordpress.com

# مدینہ منورہ سے لشکر اسلام کی روانگی

## جنگ کا پہلا مرحلہ

یہ پہلا موقع تھا کہ جزیرہ عرب سے باہر سرزمین شام میں لشکر اسلام کو روانہ کیا جا رہا تھا ابھی جزیرہ عرب بھی مکمل طور پر فتح نہیں ہوا تھا اور مکہ مکرمہ کی فتح بھی ابھی باقی تھی۔ ایسے حالات میں جزیرہ عرب سے باہر جنگ کا ایک نیا محاذ کھولنا اور شام و روم کی بڑی سلطنتوں سے ٹکر لینا کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن چونکہ حضور اکرم ﷺ کے قاصد کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا تھا اسلئے اس بڑے جرم کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔

چنانچہ جمادی الاول ۸ھ نبی الملاحم اور رسول السیف ﷺ نے اپنے لے پالک بیٹے حضرت زید بن حارثہؓ کی ماتحتی میں تین ہزار کا لشکر جرار تیار کر کے حاکم بصری کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا تا کہ محمدی کچھار کے شیر، غسانی شہزادے کو انکی غداری اور ظلم وستم کا مزہ چکھائیں۔ چنانچہ مدینہ منورہ میں دین اسلام کے پروانوں کا جم غفیر اکٹھا ہو گیا اور انکی روانگی کے انتظامات شروع ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو حضرت حارثؓ کی شہادت کا واقعہ سنایا۔ اصل قصہ یوں ہوا کہ حضرت حارث شام کیطرف رواں دواں تھے کہ راستے میں موتہ کے مقام پر سامنے شرحبیل بن عمرو غسانی نمودار ہوا۔ اس نے پوچھا کہ اے شخص تو کہاں جا رہا ہے؟ حضرت حارثؓ نے فرمایا میں شام جا رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ شاید تم محمد کے قاصد ہو؟ حضرت حارثؓ نے فرمایا ہاں، اس پر اس کافر نے حضرت حارثؓ کو قید کر کے باندھ لیا اور پھر اسی طرح بندھی ہوئی حالت میں اسکو شہید کر ڈالا۔ یہ پہلا اور آخری قاصد تھا جو حضور اکرم ﷺ کی طرف سے سفارت کی مہم کے دوران مارا گیا۔ حضور اکرم انتہائی غضب میں تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ ﷺ نے فی الفور تین ہزار مجاہدین کا لشکر تیار کر کے سفید جھنڈا حضرت زیدؓ کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا کہ زید بن حارثہؓ اس لشکر کا امیر اور کمانڈر انچیف ہے اگر یہ مارا جائے تو پھر جعفر بن ابی طالبؓ امیر اور کمانڈر رہوں گے اگر جعفرؓ بھی مارا جائے تو پھر عبداللہ بن رواحہؓ کمانڈر رہوں گے اگر یہ بھی مارا جائے تو پھر مسلمان اپنی مرضی سے کسی کو اپنا امیر مقرر کر لیں۔ اس موقع پر اس مجلس میں نعمان نام کا ایک یہودی بیٹھا تھا اور یہ گفتگو سن رہا تھا اس نے

besturdubooks.wordpress.com

کہا اے ابولقاسم! اگر آپ اللہ کے نبی ہیں تو جتنے لوگوں کا نام آپ نے لیا کہ اگر یہ مارا جائے، تو وہ لوگ قلیل ہوں یا کثیر سب مارے جائیں گے۔ کیونکہ بنی اسرئیل کے انبیاء کا یہ دستور رہا ہے کہ وہ جب کسی کو امیر مقرر کرتے اور پھر کہتے کہ اگر یہ مارا جائے تو اسکے بعد فلاں امیر ہوگا تو اسطرح اگر وہ سو آدمیوں کا نام بھی لیتے سارے کے سارے مارے جاتے۔ اسکے بعد یہ یہودی حضرت زید بن حارثہؓ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے کہا کہ اگر آپ محمد ﷺ کو سچا نبی مانتے ہو تو یقین جانیئے آپ کبھی بھی زندہ واپس نہیں آؤ گے حضرت زیدؓ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول اور نبی ہیں یہ ساری گفتگو مدینہ منورہ کے قریب مقام جُرف میں ہو رہی تھی اور مسلمان بالکل نکلنے کیلئے تیار بیٹھے تھے۔

## حضور اکرم ﷺ کی وصیت و نصیحت

آپ ﷺ نے لشکر اسلام کے نکلنے سے پہلے چند وصیتیں اور نصیحتیں ارشاد فرمائیں ارشاد فرمایا کہ میں ان امیروں اور عام مسلمانوں کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ ہر معاملہ میں خوف خداوندی اور تقوی مد نظر رکھا جائے میں تمہیں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں اور ہر خیر کی تاکید کرتا ہوں پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

”اغزو ابسم الله فی سبیل الله فقاتلو امن کفر بالله لاتغدروا ولا تغلوا ولا تقتلوا ولید او اذالقیت عدوک من المشرکین فادعهم الی احدی ثلاث...... الخ“

یعنی بسم اللہ کر کے اللہ کے راستے میں جنگ کرو جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں ان سے لڑو اور کبھی خیانت نہ کرو، اور نہ کسی سے دھوکہ کرو اور نہ کسی چھوٹے بچے کو قتل کرو، جب دشمن سے آمنا سامنا ہو جائے تو ان مشرکین کو تین باتوں کی دعوت دیدو ان میں سے جو بات انہوں نے قبول کر لی تو پھر ان سے مت لڑو۔

سب سے پہلے ان کو اسلام میں داخل ہونیکی دعوت دو اگر انہوں نے اس کو قبول کر لیا تو پھر انکے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق یکساں ہوں گے، اگر قبول اسلام سے انہوں نے انکار کیا تو پھر جزیہ اور ٹیکس ادا کرنے کی دعوت دو، اگر انہوں نے اس سے بھی انکار کیا تو پھر اللہ تعالی سے مدد مانگو اور ان سے لڑو، اگر تم نے کفار کے کسی قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قلعہ سے

besturdubooks.wordpress.com



اترنے کی پیش کش کی تو تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی روشنی میں ان کے اترنے کو قبول مت کرو بلکہ اپنا حکم انکے سامنے رکھو کہ یہ ماننا پڑے گا یہ اسلئے کہ تمہیں کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ان میں تم پا سکتے ہو یا نہیں (اور تمہارا حکم تو واضح ہوگا) اور اگر تم نے کسی شہر یا قلعہ کے لوگوں کو محاصرہ میں لے لیا اور انہوں نے ارادہ کیا کہ تم ان کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے نام کا وعدہ دو تو ایسا مت کرو بلکہ تم ان کو اپنی ذمہ داری اور اپنے باپ اور ساتھیوں کی ذمہ داری کا وعدہ کرو کیونکہ اگر تم نے فرض کرلو اس وعدہ اور ذمہ داری کی خلاف ورزی کی تو اپنی ذمہ داری کی خلاف ورزی اس سے بہتر ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی ذمہ داری اور عہد کی خلاف ورزی کرو۔ حضور اکرم ﷺ کی انہیں وصیتوں کے سلسلہ میں خالد بن یزید مزید فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جب غزوہ موتہ کیلئے لشکر روانہ فرمایا تو آپ ﷺ نے ثنیۃ الوداع گھاٹی تک ان کو رخصت کیا وہاں پر حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ اردگرد کھڑے رہے اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کا نام لیکر جہاد کرو، پس شام میں اللہ تعالیٰ اور اپنے دشمنوں سے جا کر لڑو، یاد رکھو تم وہاں ایسے لوگوں اور (پادریوں) کو پاؤ گے جو اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں کنارہ کش ہو کر بیٹھے ہیں تم ان سے تعرض نہ کرو البتہ وہاں تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جن کے سروں میں شیطان نے اپنے گھونسلے بنا رکھے ہیں تم اپنی تلواروں سے ان گھونسلوں کا صفایا کردو لیکن کسی عورت یا دودھ پیتے بچے یا شیخ فانی بوڑھے کو قتل نہ کرو، کسی گھر کو نہ ڈھاؤ اور نہ کسی درخت کو کاٹو اور نہ سیلاب سے اس کو خراب کرو۔ (یعنی بغیر مجبوری یہ جائز نہیں)

## بہادرِ اسلام عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد

## جنگ کا دوسرا مرحلہ

جب حضور اکرم ﷺ نے لشکر اسلام کو رخصت کیا اور پھر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو رخصت کرنے لگے تو آپؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز بتا دیں جس کو میں ہمیشہ کیلئے یاد رکھوں اور اس پر عمل کروں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک ایسے علاقے میں جانے والے ہو جہاں

besturdubooks.wordpress.com



نمازیں بہت ہی کم ہیں لہذا تم زیادہ سے زیادہ نماز پڑھا کرو اور سجدے کثرت سے کیا کرو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ! کچھ اور بھی بتادیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو کیونکہ ذکر اللہ میدان جہاد میں تیرے کام آئے گا۔ حضرت عبداللہ کچھ دور جا کر دوبارہ واپس آگئے اور فرمانے لگے یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے آپ مجھے تیسری بات بتادیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن رواحہ! اس بات سے ہمت نہ ہارو کہ اگر تم نے دس برائیاں کیں کہ ایک نیکی کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ جب لشکر کے نکلنے کا وقت آ گیا تو تمام صحابہ کرام ؓ نے حضور اکرم ﷺ کے ان تین جرنیلوں کو بالخصوص سلام کر کے رخصت کیا عبداللہ بن رواحہؓ رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے ابن رواحہؓ کیوں روتے ہو؟ آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم مجھے نہ دنیا سے محبت ہے اور نہ آپ لوگوں سے کوئی والہانہ عشق ہے لیکن میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ آیت پڑھتے سنا: "**وان منکم الاواردھا کان علی ربک حتما مقضیا**" یعنی تم میں سے ہر آدمی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہے کہ وہ آدمی دوزخ پر گزرنے والا ہے۔ یہ امر خدا کے ہاں مقرر ہو چکا ہے تو مجھے معلوم نہیں کہ جہنم پر وُرُوْد کے بعد صدور کیسے ہوگا؟ یعنی داخل ہونا تو لازم ہے اب پھر باہر آ کر نکلنا موجب تشویش ہے کہ اندر ہی نہ رہ جاؤں لہذا روتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بہترین شاعر بھی تھے جب مسلمانوں نے ان سب کو رخصت کیا تو سب نے مجاہدین کے لئے اس طرح دعا مانگی۔ " **دفع اللہ عنکم وَرَدَّکُمْ صالحین غانمین** " اللہ تعالیٰ تم سے دشمن کو دفع کرے اور تمہیں صحیح سالم اور بھرپور مال غنیمت کے ساتھ کامیاب واپس لائے اس پر عبداللہ بن رواحہؓ نے اشعار پڑھے۔

لٰکِنَّنِیْ اَسْاَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَۃً وَضَرْبَۃً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا

میں واپس آنا نہیں چاہتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی راہ میں ایسے گہرے زخم چاہتا ہوں جو جھاگ کی طرح خون پھینکتے ہو۔

اَوْطَعْنَۃً بِیَدِیْ حَرَّانَ مُجْھِزَۃً بِحَرْبَۃٍ تُنْفِذُ الْاَحْشَاءَ وَالْکَبِدَا

یا کسی حرانی شخص کے ہاتھوں نیزے کا ایسا کاری وار چاہتا ہوں جو آنتوں اور جگر کے پار ہو جائے۔

besturdubooks.wordpress.com

حَتّٰی یُقَالَ اِذَا مَرُّوْا عَلٰی جَدَثِیْ    یَا اَرْشَدَ اللّٰہُ مِنْ غَازٍ وَقَدْ رَشَدَا

یہاں تک کہ جب لوگ میری قبر کے پاس سے گذریں تو یہ کہیں واہ کیا غازی تھا اور کیسا کامیاب ہوا۔

جب لشکر بالکل چلنے کے لئے تیار ہوگیا تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ حضور اکرم ﷺ کے قریب آئے اور یہ شعر پڑھے۔

اَنْتَ الرَّسُوْلُ فَمَنْ یُّحْرَمْ نَوَافِلَہٗ    وَالْوَجْہَ مِنْہُ فَقَدْ اَزْرٰی بِہِ الْقَدَرُ

آپ اللہ کے سچے رسول ہیں جو شخص آپ کے فیوض وبرکات اور آپ کے منور چہرہ کے دیدار سے محروم رہا یقیناً قضاوقدر نے اس کو ٹھکرادیا۔

اِنِّیْ تَفَرَّسْتُ فِیْکَ الْخَیْرَ نَافِلَۃً    فِرَاسَۃً خَالَفَتْ فِیْکَ الَّذِیْ نَظَرُوْا

میں نے آپ کی ذات بابرکت میں بھرپور بھلائی محسوس کرلی اور میرا یہ احساس مشرکین کی نظر اور احساس کے برعکس ہے۔

فَثَبَّتَ اللّٰہُ مَا اٰتَاکَ مِنْ حَسَنٍ    تَثْبِیْتَ مُوْسٰی وَنَصْرًا کَالَّذِیْ نُصِرُوْا

پس اللہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کے محاسن کو قائم ودائم رکھے اور انبیاء سابقین کی طرح آپ کی مدد فرمائے۔

اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا: "وَاَنْتَ فَثَبَّتَکَ اللّٰہُ یَا ابْنَ رَوَّاحَہ" اور اے ابن رواحہ اللہ تعالیٰ تجھ کو ثابت قدم رکھے۔ حضور اکرم ﷺ نے عزت وعظمت کے اس لشکر کو خود رخصت کیا آپ ان کے ساتھ باہر ثنیۃ الوداع مقام تک آگئے اور پھر اپنے شیروں اور لشکر اسلام کے جانبازوں اور حق وصداقت کے علمبرداروں کو اپنے دعائیہ کلمات کے ساتھ رخصت فرمایا اور خود مدینہ منورہ واپس تشریف لائے اس موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے ایک شعر پڑھا۔

خَلَفَ السَّلَامَ عَلٰی امْرِءٍ وَدَّعْتُہٗ    فِی النَّخْلِ خَیْرُ مُشَیِّعٍ وَخَلِیْلٖ

جس ہستی کو میں نے نخلستان میں الوداعی سلام کے ساتھ رخصت کیا تو پھر میں نے کہا، کیا ہی بہترین رخصت کرنے والے تھے اور کیا ہی بہترین محبوب تھے۔

besturdubooks.wordpress.com



## جہاد میں تھوڑی سی تاخیر بھی موجب نقصان ہے

غزوہ موتہ کیلئے اس عظیم لشکر کو حضور اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن روانہ فرمایا تھا جب آپ ﷺ نے سب کو رخصت کیا تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے لشکر کو آگے بھیج دیا اور خود اس غرض سے رک گئے کہ مدینہ منورہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ آخری جمعہ ادا کر سکے کیا خبر آئندہ یہ دولت ہاتھ آئیگی کہ نہیں۔ جمعہ پڑھنے کے بعد جب حضور اکرم ﷺ کی نگاہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ پر پڑی تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ آپ اپنے مجاہدین ساتھیوں سے کیوں پیچھے رہ گئے کیا میں نے تجھے صبح رخصت نہیں کیا تھا؟ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ! میں نے یہ سوچا کہ آپ کے ساتھ جمعہ ادا کروں گا اور پھر جلدی جلدی اپنے ساتھیوں سے جاملوں نگا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم دنیا کی تمام چیزوں کو اللہ کے راستے میں خرچ کر دو گے تب بھی ان لوگوں کی صبح کا ایک سفر اور اس کا ثواب حاصل نہیں کر سکو گے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا "

اللہ کے راستے میں جہاد میں صبح کے وقت نکلنا یا شام کے وقت نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اس واقعہ سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوگئی کہ جہاد کے عمل میں تھوڑی سی تاخیر بھی کتنی نقصان دہ ہوتی ہے اور اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو حضور اکرم ﷺ نے جنگ کیلئے روانہ کیا تھا اور وہ جہاد اور کفار سے مقابلہ کیلئے جارہے تھے کوئی اور کام نہیں تھا۔

## شہادت کی تمنا

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ جاتے وقت یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ انکو لوٹ کر واپس آنا نہیں ہے اور ان کو وہیں پر شہید ہونا ہے۔ انہوں نے دل سے اسکی تمنا بھی کی اور زبان سے اسکا ذکر بھی کیا اور مناجات میں اسکے لئے دعائیں بھی مانگیں۔ چنانچہ انہوں نے رات کے وقت اللہ تعالیٰ سے مناجات کے دوران یہ شعر پڑھے اور اپنے مستقبل کا نقشہ پیش کیا۔ دو شعر یہ ہیں ؎

وَاٰبَ الْمُسْلِمُوْنَ وَغَادَرُوْنِیْ
بِاَرْضِ الشَّامِ مُسْتَنْهَى الثَّوَاءِ

besturdubooks.wordpress.com



مسلمان واپس لوٹ گئے اور مجھے سرزمین شام کے دور دراز علاقوں میں چھوڑ گئے۔

هُنَالِکَ لَا اُبَالِیْ طَلْعَ نَخْلٍ

وَلَا نَخْلٍ اَسَافِلُهَا رِوَاءٌ

مجھے وہاں نہ کھجور کے گھابے کی پرواہ ہوگی اور نہ اس کی پرواہ ہوگی کہ کھجور کے درخت سیراب ہیں یا نہیں۔

یہ اشعار سن کر خادم رونے لگا تو عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا اے بیوقوف! تم کو کیا تکلیف ہو رہی ہے اگر مجھے اللہ نے شہادت عطا فرمائی اور میں دنیا کے غموں اور مصیبتوں سے نجات پا لوں؟ اسکے بعد آپ نیچے اترے اور دو رکعت نفل پڑھے اور پھر شہادت کی طویل دعا مانگی اور پھر اپنے خادم سے فرمایا کہ انشاء اللہ اب شہادت ملے گی۔

## لشکر اسلام مَعّان کی طرف بڑھ رہا ہے

محمدی کچھار کے شیروں کا یہ قافلہ عزت وعظمت اور جذبہ جہاد سے سرشار مقابلہ کے لئے بالکل تیار مکمل اسلحہ بردار اپنے دین کے وفادار لواء بردار سریع رفتار کے ساتھ سرزمین شام کی طرف چل پڑا، بزرگوں، یتیموں اور بیواؤں کی دعائیں ان کے ساتھ تھیں۔ نبی اکرم ﷺ کی دعائیں اور تمنائیں انکے شامل حال تھیں اور نصرت خداوندی انکے قدم چوم رہی تھی۔ تین ہزار کا یہ لشکر جو ۸ ھ کو مدینہ منورہ سے رخصت ہوا تھا وادیوں، درّوں اور صحراؤں کو طے کرتا ہوا پیچ دار راستوں، دریاؤں اور پہاڑوں کو عبور کرتا ہوا اس مقام انتقام تک پہنچنا چاہتا تھا جہاں ظالموں نے حضور اکرم ﷺ کے ایک مظلوم سفیر کو شہید کر دیا تھا۔ یہ میدان موتہ ہی کا مقام تھا جہاں پر کچھ دیر بعد کسی بڑی جنگ کا معرکہ برپا ہونے والا تھا۔ وادی قری میں کچھ دن قیام کے بعد لشکر اسلام آگے بڑھا اور حدود شام میں داخل ہو کر مقام بلقاء کے اطراف میں حجازی سمت پر شہر معان میں جا اترا اور وہیں پر اگلے مرحلے کے متعلق آپس میں مشورہ ہونے لگا کیونکہ۔

مومن ہیں بہادر ہیں مجاہد ہیں نڈر ہیں

اسلام کی عظمت کے لئے سینہ سپر ہیں

besturdubooks.wordpress.com

# لشکر اسلام کے مقابلہ کے لئے لشکر کفار آ رہا ہے

## جنگ کا تیسرا مرحلہ

لشکر اسلام جب سے مدینہ منورہ سے چل پڑا تھا اسی وقت ہرقل کی حکومت کو پتہ چلا تھا کہ مسلمان لڑنے کیلئے نکل آئے ہیں، اس وجہ سے ہرقل نے بڑی تیاری کی جس کا اندازہ کسی کو بھی نہیں تھا کہ روما کی سلطنت جو سپر پاور کے نام سے مشہور تھی مسلمانوں کی اس قلیل فوج کو اتنی اہمیت دی گئی، ان تمام اندازوں کے برعکس ہرقل خود موضع مآب پر آموجود ہوا اور ایک لاکھ کا عظیم رومی لشکر میدان میں مقابلہ کے لئے لاکھڑا کیا، وہاں پر قبائل لخم، جذام، بلقاء کے باشندے اور بہراء و بلجا کے علاقوں سے ایک مشترکہ لشکر بھی ایک لاکھ انسانوں پر مشتمل ہرقل کے لشکر سے آکر شامل ہوا۔ اب دور دراز کے مسافروں، علاقہ سے ناواقفوں، تھکے ماندے صرف تین ہزار مجاہدوں کا مقابلہ ٹھیک ٹھاک اور تیار تجربہ کار دو لاکھ انسانوں سے ہے اللہ خیر کرے، مقابلہ بڑا سخت ہے مسلمان بہت کم ہیں دشمن کے نرغے میں ہیں اور اپنے مرکز سے بہت دور معرکہ برپا ہے مگر حوصلہ ہے، جذبہ ہے، شوق شہادت ہے، قربانی ہے، ولولہ ہے اور اپنے رب پر بھروسہ ہے اور پیارے نبی ﷺ کے حکم کی اتباع ہے آخر ایک جان ہی تو ہے بس دے دیں گے گھبراہٹ کیا ہے تردد کیا ہے پس و پیش کیا ہے؟ صرف اتنا فیصلہ ہے۔

ہم نے انکے سامنے اول تو جذبہ رکھ دیا
پھر کلیجہ رکھ دیا دل رکھ دیا سر رکھ دیا

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جفا کی تیغ گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے بر سر میدان مگر جھکی تو نہیں

besturdubooks.wordpress.com



# معان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشورہ

جب گلشن اسلام کے یہ بلبل مقام معان میں قیام پذیر ہوئے تو دو دن تک وہاں ٹھہرے رہے، چونکہ ایک نئی صورت حال سامنے پیش آئی تھی کہ دولاکھ کا بڑا لشکر بالکل لڑنے کیلئے تیار کھڑا تھا اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیا کریں؟ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ رائے دی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط روانہ کرنا چاہئے، جس میں ہم دشمن کی تعداد کی اطلاع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیں گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا مزید افراد اور کمک بھیج دیں گے یا ہمیں کوئی اور مشورہ دے دیں گے جس پر آئندہ عمل کریں گے اور ہمیں واپس بلالیں گے یہ مشورہ جاری تھا کہ عبداللہ بن رواحہؓ تشریف لے آئے اور اسطرح ولولہ انگیز تقریر کی۔

''اے بہادران اسلام! جس آرزو کے حاصل کرنے کیلئے تم مدینہ منورہ سے نکلے ہو، کیا آج اسی سے ڈر رہے ہو؟ آخر بتاؤ تو سہی! شہادت کے سوا تمہارا مقصد کیا ہے؟ آخر اسی شوق شہادت ہی نے تو تمہیں گھر سے نکال کر یہاں لا ڈالا، پھر گھبراہٹ یا مزید کمک کے انتظار میں جنگ سے پس وپیش کرنا عبث ہے تم کو معلوم ہے کہ ہم قلت یا کثرت کے بھروسہ پر نہیں لڑتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ بدر میں ہمارے پاس دو گھوڑے تھے اور احد میں ایک گھوڑا تھا، ہم نہ گھوڑوں کی بنیاد پر لڑتے ہیں اور نہ قلت وکثرت کی بنیاد پر، بلکہ ہم کو تو اپنے اس دین پر جان دینا اور لڑنا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت وعظمت عطا کی ہے اب جنگ کا انجام یا فتح ہے اور یا شہادت، اگر ہم غالب آگئے تو ہم سے ہمارے رب کا وعدہ ہے اور اگر شہادت ملی تو اسکا کیا کہنا، اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر جنتوں میں مزے اڑائیں گے لہذا قدم آگے بڑھاؤ اور تقدیر خداوندی پر نظر رکھ کر میدان کارزار میں کود جاؤ''

اس تقریر سے لوگوں کی رگوں میں خون دوڑنے لگا، بدن میں حرارت وحمیت پیدا ہوگئی اور رگِ شجاعت میں ہمت وحوصلہ اور مردانگی کا خون لہریں مارنے لگا اور اب ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ سب سے پہلا قدم میدان میں میرا ہو، خود حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اس مقام پر ایک طویل قصیدہ جذباتی اشعار کا پڑھا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

besturdubooks.wordpress.com

أَقَامَتْ لَيْلَتَيْنِ عَلٰى مَعَانٍ
فَاُعْقِبَ بَعْدَ فَتْرَتِهَا جُمُوْمُ

ہمارے گھوڑے موضع معان میں دو دن تک ٹھہرے رہے ستانے کے بعد ان کی رفتار پھر تیز ہوگئی۔

فَرُحْنَا وَالْجِيَادُ مُسَوَّمَاتٌ
تَنَفَّسُ فِيْ مَنَاخِرِهَا سَمُوْمُ

پس ہم ایسے عمدہ نشان مند گھوڑوں پر چلے کہ بوجہ گرمی انکے نتھنوں میں سانس آگ کی طرح گرم ہورہی تھی۔

فَلاَ وَابِىْ مَآبَ لَنَاتِيَنْهَا
وَاِنْ كَانَتْ بِهَا عَرَبٌ وَرُوْمٌ

اے مآب، اپنے باپ کی قسم، ہم ضرور تیری طرف آئیں گے اگر چہ تجھ میں عرب اور رومی آ کھٹے ہوں گے۔

فَعَبَّأْنَا اَعِنَّتَهَا فَجَائَتْ
عَوَابِسَ وَالْغُبَارُ لَهَا يَرِيْمُ

پس ہم نے گھوڑوں کی لگامیں درست کردیں تو وہ گھوڑے غصہ سے بھرے آگے بڑھے اور گرد وغبار ان سے اِدھر اُدھر دور ہورہا تھا۔

فَرَاضِيَةُ الْمَعِيْشَةَ طَلَّقَتْهَا
اَسِنَّتُنَا فَتَنْكِحُ اَوْ تَئِيْمُ

پس ہمارے نیزوں نے آرام کی زندگی کو طلاق دے دی اب وہ یا نکاح کر دیں گے اور یا رانڈ رہ جائیں گے۔

besturdubooks.wordpress.com

# دونوں فوجوں کا آمنا سامنا

## جنگ کا چوتھا مرحلہ

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی پُر جوش تقریر اور پُرعزم قصائد کے بعد لشکر اسلام معان سے بلقاء کے قریب مشارف پر جا اترا، یہ ایسی جگہ تھی جہاں لشکر اسلام اور لشکر کفار کا آمنا سامنا ہوا کیونکہ ہرقل کی فوجیں بھی اس وقت مشارف تک آ پہنچی تھیں، اس مقام پر دشمن کی افواج نے کوشش کی کہ مسلمانوں پر حملہ کر دیں۔ دونوں طرف سے کسی بڑی جنگ کی تیاری ہو چکی تھی۔ مسلمان اپنے رب کی نصرت پر بھروسہ کئے ہوئے تھے جبکہ کفار اپنی جمعیت کے بل بوتے پر انتہائی مغرور دکھائی دے رہے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ موتہ میں شریک تھا میں نے دیکھا کہ کفار کی اتنی تعداد تھی جس کا تصور کرنا مشکل تھا۔ اسلحہ کو دیکھو تو ڈھیر لگا ہوا تھا، انسانوں کو دیکھو تو سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ ساز و سامان کو دیکھو تو عقل حیران رہ جاتی تھی۔ گھوڑوں کا الگ ایک ریوڑ تھا، وہ جُھنڈ کے جھنڈ اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔ ریشم کو دیکھو تو انسان اور حیوان پر ریشم ہی ریشم نظر آ رہا تھا اور سونے چاندی کو دیکھو تو وہ الگ آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا۔ میں نے جب یہ منظر دیکھا تو میری نظر چکرانے لگی۔ اس موقع پر مجھے ثابت بن اقرمؓ نے فرمایا اے ابو ہریرہؓ! کیا ہو گیا؟ شاید آپ کو لوگوں کی تعداد زیادہ محسوس ہونے لگی؟ میں نے کہا ہاں بات یہی ہے۔ حضرت ثابتؓ نے فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے ورنہ قلت و کثرت کا وہاں خوب نظارہ کرتے، اے ابو ہریرہؓ! ہم تعداد کی بنیاد پر نہیں لڑتے اور ہماری مدد و نصرت خداوندی بھی تعداد کی بنیاد پر نہیں ہے لشکر اسلام اور محمدی کچھار کے شیروں نے اس مقام کو جنگ کیلئے مناسب نہیں جانا لہٰذا وہ یہاں سے سمٹ کر میدان موتہ کے کھلے میدان میں جا اترے جہاں بہادروں کی بہادری کا امتحان ہونا تھا اور جہاں حق و باطل کا عظیم میدان گرم ہونے والا تھا، کفار اپنی کثرت کی وجہ سے مٹھی بھر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی فکر میں تھا۔ ابلیس بھی پہنچا تھا کہ اپنی ذریت کے حوصلے بڑھائے اور پہلے ہی حملہ میں سب کو دبائے۔ مگر حق حق ہوتا ہے اہل حق کا ہر فرد اپنے رب سے راز و نیاز کا تعلق قائم کر چکا تھا۔ ہر ایک کے دل میں حق پر قربان ہونے کا جذبہ موجزن تھا۔ وہ آہستہ آہستہ کہہ رہے تھے۔

besturdubooks.wordpress.com



جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرِ میدان مگر جھکی تو نہیں

وہ بلند آواز سے پکار رہے تھے۔

موت الشهيد حياة لا نفادلها
قدمات قوم وهم فی الناس احياء

یعنی
شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
شہید کا جو خون ہے وہ خون کی زکوٰۃ ہے

وہ تو اسی انتظار میں بیٹھے تھے کہ کب موت آئے گی اور یہ روح قفس عنصری عارضی سے حیات جاودانی کی طرف پرواز کرے گی۔

" فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا "

یعنی

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
شہید ناز کی تربت کہاں ہے
بیٹھے ہو کیا ؟ اٹھو ہاتھ میں تلوار لو
راہ خدا میں جان دو حوریں ہیں انتظار میں
زندگی کیفی اسی حسن کا نام ہے
کفر کو نابود و حق کو جاوداں کرتے چلو

## میدان مُوتہ میں گھمسان کی جنگ

### جنگ کا پانچواں مرحلہ

اُفق مشرق سے آفتاب عالمتاب نے منہ نکالا تو اس خوفناک نظارہ کو جھانکا جو سرزمین شام کے سرسبز وشاداب زمین پر آج ہونے والا تھا، کیونکہ اس میدان میں جس کی ٹھنڈی ہوائیں شباب پر تھیں اب کشت وخون کا بازار گرم ہوا چاہتا تھا، مسلمانوں کے کمانڈر حضرت زید بن حارثہؓ رسول اکرم ﷺ کا عطا

besturdubooks.wordpress.com

کردہ سفید اسلامی پھریرا لہراتے ہوئے اپنی مختصر مگر جذبۂ ایمانی سے سرشار جماعت مجاہدین کو میدانِ کارزار میں اتارتے ہوئے دیکھے گئے۔ شجاعت و مردانگی اور عزم و استقلال نے ان کے قدم چومے، اور اقبال وظفر نے انکی ثابت قدمی اور بے انتہاء فوج کے مقابلہ پر آمادگی اور پھر یہ عزم و ہمت، سنجیدگی و متانت عقلوں کو حیران بنادیتی تھی۔ غیبی نصرت اور کرم خداوندی کا چھتر سر پر رکھے ہوئے جس وقت حضرت زیدؓ صف بندی کر کے آگے بڑھے تو فوج میں زلزلہ برپا ہوگیا اور گھمسان کی ہیبت ناک جنگ شروع ہوگئی۔ تین ہزار کی جماعت کو دولاکھ فوج کا مقابلہ کرنا تھا اس لئے مسلمان نیزہ و تلوار لے کر پیدل میدان کارزار میں کود پڑے، اور اس میدان میں جواب تک رنگ برنگ کے پھولوں سے گلکار بنا ہوا تھا خون کی سُرخ ندیاں بہنے لگیں۔

## آنحضرت ﷺ میدان جنگ کا منظر دیکھ رہے ہیں

جب جنگ میں دونوں طرف سے گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے زمین کے حجابات ہٹا کر جنگ کا نقشہ آنحضرت ﷺ کے سامنے کردیا، آپ ﷺ نے مسجد نبوی میں صحابہ کرام ؓ کو نماز کیلئے جمع کرادیا اور نماز کے بعد آپ ﷺ منبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ زید بن حارثہؓ نے جھنڈا ہاتھ میں لے لیا اور میدان میں آئے تو شیطان انکے پاس آگیا اور زندگی کو نہایت محبوب بنا کر انکے سامنے پیش کیا اور موت کو نہایت مکروہ بنا کر پیش کیا اور دنیا کی بڑی تعریفیں کیں تاکہ وہ جنگ سے رُک جائے لیکن زیدؓ نے جواب دیا کہ مسلمانوں کے دلوں میں اب ایمان گھر کر چکا ہے اب تم میرے لئے دنیا کو محبوب بنا رہے ہو؟ یہ کہہ کر زید آگے بڑھے یہاں تک کہ شہید ہوگئے اور جنت میں داخل ہوگئے۔ اب وہ جنت میں دوڑ رہے ہیں حضور ﷺ نے ان کو دعائیں دیں اور صحابہ سے فرمایا کہ ان کیلئے استغفار کرو۔

حضور اکرم ﷺ نے پھر فرمایا کہ پھر جھنڈا جعفر بن ابی طالبؓ نے ہاتھ میں لے لیا، فرمایا کہ زیدؓ کی شہادت کے بعد جب جھنڈا جعفرؓ نے سنبھالا تو ان کے پاس بھی شیطان آگیا اور حیات دنیوی کو انکے لئے محبوب بنانے کی کوشش کی اور موت سے ان کو ڈرایا اور دنیا ان کیلئے نہایت خوبصورت کر کے دکھائی۔ اسکے جواب میں جعفرؓ نے کہا کہ اب جبکہ ایمان مسلمانوں کے دل میں گھر کر چکا ہے

besturdubooks.wordpress.com

یہ ابلیس مجھے دنیا کی آرزوئیں دلا رہا ہے یہ کہہ کر وہ بھی آگے چل دیئے اور شہید ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور استغفار کا حکم دیا اور فرمایا کہ اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو کیونکہ وہ شہید ہیں اور جنت میں داخل ہو گئے اور یاقوت کے لگے ہوئے دو پروں سے جنت میں جہاں جانا چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اسکے بعد جھنڈا عبداللہ بن رواحہؓ نے لے لیا پھر وہ بھی شہید ہو گئے اور اعراض کرتے کرتے جنت میں داخل ہو گئے۔ انصار نے پریشان ہو کر پوچھا کہ یا رسول اللہ! اسکا جنت سے اعراض کیسے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ زخمی ہو گئے تو جہاد میں کچھ سست ہو گئے۔ پھر اس نے اپنے آپ کو ملامت کر کے جوش دلایا اور آگے بڑھ کر شہید ہو گئے۔ اس پر انصار نے خوشی کا اظہار کیا اور انکی پریشانی دور ہو گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا، میں نے جعفرؓ کو فرشتہ کی شکل میں دیکھا جس کے ہاتھوں اور پاؤں سے خون جاری تھا اور وہ جنت میں سب سے آگے اڑ رہا تھا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ان سے دوسرے نمبر پر تھے، پس میں نے کہا کہ میرا خیال تو یہ نہیں تھا کہ زیدؓ کا درجہ جعفر رضی اللہ عنہ سے کم ہو گا اتنے میں جبرئیل امین آئے اور کہنے لگا کہ جعفر رضی اللہ عنہ سے زیدؓ کا درجہ کم نہیں تھا لیکن ہم نے جعفر رضی اللہ عنہ کا درجہ آپ کی قرابت کی وجہ سے بڑھایا ہے، علامہ واقدیؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا وہ مقرر کردہ امیروں میں سے نہیں تھے لیکن وہ از خود امیر بنے پھر حضور ﷺ نے ان کے لئے اس طرح دعاء مانگی ، اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ سَیْفٌ من سیوفك انت تنصره ،مولائے کریم، خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو ہی اس کی مدد فرما اس دن سے حضرت خالد سیف اللہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

## محبوب رسول ﷺ اور عاشق رسول ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ گھمسان میں

حضرت زیدؓ حارثہ نامی شخص کے بیٹے تھے ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک امتیازی شان حاصل تھی اور وہ یہ کہ کسی بھی صحابی کا نام قرآن میں موجود نہیں صرف حضرت زیدؓ کا نام سورت احزاب میں مذکور ہے، ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ یہ حضور ﷺ کے متبنیٰ تھے یعنی حضور ﷺ نے آپ کو منہ بولا بیٹا بنایا تھا اور اس کا ایک عجیب قصہ تھا وہ یہ کہ حضرت زیدؓ کا والد قبیلہ بنو کعب سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی والدہ

besturdubooks.wordpress.com

سعدی کا تعلق قبیلہ معن سے تھا، حضرت زید کو بچپن میں ان کے والدہ اپنے میکے لے گئیں جاہلیت کا زمانہ تھا قبائلی جنگیں چلتی تھیں حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ننھیال پر ایک دشمن نے حملہ کر دیا اور زید کو پکڑ کر غلام بنالیا، اب یہ شریف زادہ گھر اور والدین سے دور غلامی کی زندگی گزار رہا تھا۔ ایک دفعہ جب عکاظ میں میلہ لگا تو ان کے آقا بیچنے کی غرض سے ان کو میلہ میں لے آئے وہاں حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حضرت حکیم بن حزامؓ نے ان کو اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے لئے چار سو درہم کے عوض خرید لیا جب حضرت خدیجہؓ کا نکاح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو انہوں نے حضرت زید کو بطور غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کیا۔ اب زید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں با قاعدہ غلامی کی زندگی بسر کر رہا تھا، ادھر حضرت زیدؓ کا والد حارثہ اپنے بیٹے کی تلاش میں سرگرداں پھرتا رہتا تھا مگر ان کو اس کا کوئی اتا پتہ نہیں چلا۔ انہی ایام میں حارثہ نے یہ درد بھرے اشعار بیٹے کے فراق میں کہہ دیئے تھے۔

بَکَیْتُ عَلٰی زَیْدٍ وَلَمْ اَدْرِمَا فَعَلْ
اَحَیٌّ فَیُرْجٰی اَمْ اَتٰی دُوْنَہُ الْاَجَلُ ؟

میں زید پر روتا ہوں مجھے معلوم نہیں کہ اس کا کیا بنا، پتا نہیں کہ وہ زندہ بھی ہے کہ اس سے ملنے کی اُمید کی جائے یا اس کو موت آچکی ہے۔

فَوَاللّٰہِ مَا اَدْرِیْ وَاِنِّیْ لَسَائِلٌ
اَغَالَکَ بَعْدِیَ السَّھْلُ اَمْ غَالَکَ الْجَبَلُ ؟

قسم بخدا میں تیری جستجو کرتا ہوں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ تو میدانی علاقہ میں ہلاک ہوا یا کسی پہاڑ میں جا مرا۔

تُذَکِّرُنِیْہِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوْعِھَا
وَتَعْرِضُ ذِکْرَاہُ اِذَا غَرْبُھَا اَفَلُ

جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اسی وقت وہ مجھے یاد آتا ہے اور جب سورج غروب ہونے لگتا ہے تب بھی وہ مجھے یاد آتا ہے۔

وَاِنْ ھَبَّتِ الْاَرْوَاحُ ھَیَّجْنَ ذِکْرَہٗ
فَیَا طُوْلُ مَا حُزْنِیْ عَلَیْہِ وَیَا وَجَلُ

besturdubooks.wordpress.com

اور اگر کبھی ہوائیں اچلنے لگتی ہیں تو وہ میرے بیٹے کی یاد تازہ کرتی ہیں ہائے افسوس! میرا غم کتنا طویل ہے اور میں کس قدر خوف میں ہوں۔

ایک دفعہ موسم حج میں بنو کعب کے کچھ لوگ مکہ مکرمہ حج کیلئے آ گئے انہوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو پہچان لیا اور پھر ان سے کہا کہ میرا ایک شعر ہے یہ میرے گھر والوں تک پہنچا دو۔

اَحِنُّ اِلٰی قَوْمِیْ وَاِنْ کُنْتُ نَائِیًا
بِاَنِّیْ قَطِیْنُ الْبَیْتِ عِنْدَ الْمَشَاعِرِ

میں اپنی قوم کو اب بھی یاد کرتا ہوں اگرچہ میں دور ہوں اور مقامات مقدسہ کے پاس بیت اللہ کا مجاور بن چکا ہوں۔

یہ لوگ جب واپس چلے گئے اور حضرت زیدؓ کے والد کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا تو وہاں سے حضرت زیدؓ کے والد اور چچا کعب زیدؓ کو لینے مکہ مکرمہ پہنچے۔ اور حضور اکرم ﷺ کے سامنے درخواست پیش کی کہ آپ احسان کر کے زید کو آزاد کر دیں ہم فدیہ دینے کیلئے تیار ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کسی فدیہ کی ضرورت نہیں اور نہ میں زیدؓ کو روکوں گا البتہ تم جا کر ان سے معلوم کر لو اگر وہ جانے لئے تیار ہے تو لے جاؤ لیکن اگر وہ خود نہ جائے تو میں زبردستی ان کو نہیں بھیجوں گا، ان کے چچا نے کہا وہ ہمارا بچہ ہے اور جگر گوشہ دل کا ٹکڑا ہے وہ جونہی ہمیں دیکھے گا تو اپنے والدین کی طرف چل پڑے گا بھلا آزادی پر کوئی عقلمند غلامی کو ترجیح دے سکتا ہے؟ ان بے چاروں کو کیا خبر تھی کہ حضور اکرم ﷺ سید الاولین والآخرین کی غلامی تو لاکھوں بادشاہتوں سے زیادہ باعث عزت و شرف ہے۔ بہر حال جب حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ان حضرات کی گفتگو ہوئی اور حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم جانتے ہو یہ دونوں کون ہیں؟ تو حضرت زیدؓ نے فرمایا ہاں یہ میرا باپ ہے اور یہ میرا چچا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم میرے پاس ایک مدت تک رہ چکے ہو اب تمہیں اختیار ہے چاہو میرے پاس رہو اور چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ حضرت زیدؓ نے جواب دیا میں آپ کے مقابلے میں کسی اور کو ترجیح نہیں دے سکتا، آپ میرے باپ بھی ہیں اور چچا بھی۔ چچا اور باپ نے جب یہ کلام سنا تو

besturdubooks.wordpress.com

چیخ اٹھے ارے زید تمہیں کیا ہو گیا؟ تم آزادی پر غلامی کو اور اپنے ماں باپ اور گھر والوں پر ایک اجنبی کو ترجیح دیتے ہو؟ حضرت زیدؓ نے جواب دیا کہ جی ہاں! میں نے ان صاحب کے پاس ایک ایسی چیز دیکھی ہے کہ اس کے بعد ان کے مقابلے میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ آنحضرت ﷺ نے جب زید کی یہ گفتگو سنی تو ان کا ہاتھ پکڑ کر بیت اللہ کے پاس حطیم کی طرف لے گئے اور بلند آواز سے فرمایا: ''تمام لوگ گواہ رہیں آج سے زید میرا بیٹا ہے اور یہ میرا وارث ہوگا اور میں اس کا۔'' یہ منظر دیکھ کر حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد اور چچا بھی مطمئن ہو کر واپس چلے گئے اور حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو ان تمام نعمتوں سے نوازا جیسے ایک شفیق باپ اپنے فرمانبردار بیٹے کو نوازتا ہے۔ سب سے زیادہ زیدؓ کو محبوب رکھا اور آپ کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھی پوتے کی طرح پالا اور سنبھالا، اکثر جنگی مہمات میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور یہ آخری غزوہ موتہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی اور دنیا کو یہ بھی دکھانا تھا کہ یہاں دین مدار و معیار ہے یہاں غلام غیر غلام، قریب یا بعید، سفید یا سیاہ، عربی یا غیر عربی کا فرق نہیں صرف اسلام اور دین مدارِ محبت ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی ذمہ داری خوب نبھائی، تمام غزوات و سرایا میں ثابت قدم رہے اور جس پیغمبر ﷺ کی خاطر اپنے والدین اور خاندان کو چھوڑا تھا آج دین کی خاطر اسی رسول سے رخصت ہو کر مدینہ سے ایک ہزار کلومیٹر دور دشت و بیابان اور قُلل و جبال وادیوں میں جان آفرین کے سپرد کر رہا ہے۔ سچ ہے ۔

بنا کر دند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

سکھایا ہے ہمیں اے دوست طیبہ کے والی انے ۔
کہ بوجہلوں سے ٹکرا کر ابھرنا عین ایمان ہے
جہاں باطل مقابل ہو وہاں نوک سنان سے بھی
برائے دین اسلام رقص کرنا عین ایمان ہے

حضرت زید رضی اللہ عنہ کیلئے ان کی شجاعت گھمسان کی جنگ اور زخمی زخمی بدن اور پھر جان کی قربانی پر اس وقت کے شعراء نے مرثیہ کہا ہے بغیر ترجمہ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔ قال حسانؓ ۔

besturdubooks.wordpress.com

عین جودی بد معک المنزور
واذکری فی الرخاء اهل القبور

واذکری موتة وما کان فیها
یوم راحو فی وقعة التغویر

حین راحوا وغادر واثَمَّ زیدا
نعم ما وی الضریک والما سور

حب خیر الانام طرا جمیعا
سیدالناس حبه فی الصدور

نعا کم احمد الذی لا سواه
ذاک حزنی له معا وسرور

ان زید اقد کان منا بامر
لیس امرالمکذب المغرور

سلام علیک یا زید یا شهید الاسلام یا حب خیر الانام سلام علیک بما صبرت فنعم عقبی الدار.

## حضرت جعفر طیار جنگ مُوتہ کے کارزار میں

### جنگ کا چھٹا مرحلہ

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ابو طالب کے بیٹے حضرت علیؓ کے بڑے بھائی اور رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ حضور اکرم ﷺ کو ان سے خاص محبت تھی، جنگ خیبر کے موقع پر حبشہ سے دوبارہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے، حضور اکرم ﷺ ان کی آمد پر اتنے خوش ہوئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ماادری بایهما اسر بقدوم جعفر ام بفتح خیبر.'' یعنی میں نہیں جانتا کہ مجھے کس بات کی زیادہ خوشی ہے جعفر کی آمد پر یا فتح خیبر پر پھر آپؐ نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: '' اَشْبَهْتُ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ ''

besturdubooks.wordpress.com

یعنی تم سیرت وصورت میں میرے مشابہ ہو۔ خیبر کے دوسرے ہی سال حضرت جعفرؓ ۸ ھ کو غزوہ مُوتہ کے لئے تشریف لے گئے، مدینہ منورہ سے ایک ہزار کلو میٹر دور جا کر دشت وبیان وادی وصحرا اور چٹیل میدان میں ۳۳ سال کی جوان سالی میں جان جانِ آفرین کے حوالہ کردی، اسی معرکہ کی تھوڑی سی تفصیل ملاحظہ ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے روما سلطنت سے ٹکر لینے کے لئے مدینہ منورہ سے ۸ ھ ہجری کو تین ہزار کا لشکر تین امیروں کے تقرر کے بعد روانہ فرمایا تھا۔ پہلے امیر حضرت زید بن حارثہ ؓ تھے میدان مُوتہ میں زید ؓ نے خوب جنگ لڑی، خوب دادِ شجاعت حاصل کی۔ آپ ؓ کفار کی صفوں میں کوندتی ہوئی بجلی کی طرح اندر گھستے گئے بالآخر کفار کی تلواروں اور نیزوں میں آکر آپ زخمی زخمی بدن کے ساتھ زمین پر گرے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ چونکہ اسلامی جھنڈا ابھی ہاتھ سے گرا تھا اس لئے جعفر طیارؓ نے لپک کر فوراً اسلامی پھریرا سنبھالا اور پھر میدان کارزار میں اُتر کر مسلمانوں کو اس طرح پُکارا، بہادر مسلمانوں! آگے بڑھو اور خدا پر نظر رکھ کر دشمنوں سے لڑو اور انکا قلع قمع کرو، رُوح پھونکنے والی یہ آواز مسلمانوں کا مذہبی جوش بڑھانے اور بیدار کرنے کیلئے کافی تھی اس لئے مسلمان شیر ببر کی طرح لپکے اور جس طرح سورج کی شعاعیں رات کی تاریکی میں گھستی ہیں یہ بھی دشمنوں کے جم غفیر میں گھستے چلے گئے، حضرت جعفر ؓ بھی انتہائی بے جگری سے خط اول پر آگے آگے لڑ رہے تھے، غضب کا رن پڑا ہوا تھا اور گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ آپ خود اپنے سرخ اور عمدہ گھوڑے پر سوار تھے اور شاہین کی طرح ہر طرف سے جھپٹ جھپٹ کر حملے کر رہے تھے اور انتہائی تیزی کے ساتھ آپؓ رجز کے یہ اشعار پڑھتے جاتے اور آگے بڑھتے جاتے۔

یَا حَبَّذَا الْجَنَّةَ وَاقْتِرَابُهَا
طَيِّبَةً وَبَارِدًا شَرَابُهَا

جنت اور اسکا قریب آنا کیا ہی عمدہ اور پاکیزہ ہے اور اسکا پانی کیا ہی ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔

وَالرُّومُ رُومٌ قَدْ دَنَا عَذَابُهَا
كَافِرَةٌ بَعِيدَةٌ اَنْسَابُهَا

besturdubooks.wordpress.com
اور رومیوں کا عذاب قریب آ گیا ہے یہ لوگ کافر ہیں اور ان سے ہماری کوئی نسبی قرابت نہیں ہے۔

عَلَیَّ اِنْ لَاقَیْتُهَا ضِرَابُهَا

بلکہ مجھ پر لازم ہے اور فرض ہے کہ بوقت مقابلہ ان کو خوب ماروں، پورا لشکر اسلام میدان کارزار میں اتر چکا تھا اور غضب کا رن پڑا ہوا تھا۔ مسلمان کفار کے مقابلے میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں تھے لیکن کفر کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹے ہوئے تھے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ خود کمانڈ بھی کر رہے تھے اور اسلامی جھنڈا بھی ہاتھ میں تھامے ہوئے تھے کہ اتنے میں لشکر کفار سے ایک آدمی نے آپ کو تاڑ لیا کہ یہی شخص لشکر اسلام کا سردار ہے اور یہی لواء بردار ہے اس نے سوچا کہ بس آج اسی پر کاری وار ہے چنانچہ وہ کافر آگے آیا اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر حملہ کر کے اس کے پاؤں کاٹ ڈالے جوں ہی گھوڑا گرا تو حضرت جعفرؓ پیادہ ہو کر میدان میں مقابلہ کیلئے اتر گئے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور مردانہ وار لڑتے رہے آخر دشمن نے آپ کے دائیں ہاتھ پر وار کیا اور پورا بازو کٹ گیا، آپ نے جھنڈا گرنے نہ دیا کیونکہ ایک تو یہ جھنڈا اسلامی تھا اور اسلام کی نشانی گری ہوئی حالت میں کون برداشت کر سکتا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ جھنڈا گرنے سے لشکر اسلام کی قوت مجتمع نہیں رہ سکتی ہے بلکہ سب لوگ اور ساری قوت منتشر ہو جاتی ہے۔
اسی وجہ سے دائیں ہاتھ کٹ جانے پر حضرت جعفرؓ نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔ کفار چونکہ جان چکے تھے کہ لشکر اسلام کا کمانڈر انچیف یہی ہے اس کے مارے جانے سے پورا لشکر اسلام تتر بتر ہو جائے گا اسلئے کفار نے آپ پر بھرپور حملہ کیا اور آپ کے بائیں بازو کو بالکل کاٹ کر رکھ دیا۔ آپ نے اسلامی نشان پھر گرنے نہ دیا اور سینہ پر رکھ کر دانتوں میں دبائے رکھا۔ لیکن کفار چاروں طرف سے اسلام کے اس بہادر شہزادے پر اکٹھے ہو چکے تھے، دو لاکھ کا مجمع تھا، چاروں طرف سے آپ پر حملے جاری تھے کہ ایک زخم جو بھاری بھی تھا اور کاری بھی تھا اس سے آپ کا سینہ چاک ہوا اور آپ زمین پر گر گئے اور جھنڈا بھی گر گیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ شیر اسلام حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ شیر کی طرح لپکے اور صفوف کفار میں گھستے ہوئے پہنچے اور اسلامی پھریرا اپنے ہاتھ میں لیا اور اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا کہ:

besturdubooks.wordpress.com

**"علیکم زید بن حارثه فان اصیب زید فجعفر بن ابی طالب فان اصیب جعفر فعبدالله بن رواحه"**

حضرت جعفرؓ کی لاش تو زخموں سے چھلنی تھی اور تلوار و نیزہ کے ۹۰ گہرے زخم آپ کے جسم پر لگے تھے لیکن قربان جایئے اسلام کے ان شیروں پر کہ ایک زخم بھی پشت کی طرف نہیں تھا سب سامنے سینہ اور کندھوں پر تھے۔

دیکھئے یہ دین مقدس ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ کتنا عالی شان ہے کہ اس کی بلندی کے لئے حضور اکرم ﷺ کے سب سے زیادہ محبوب حضرت زیدؓ بھی جان کی بازی لگا رہے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی، حضرت علیؓ کے سگے بھائی اور اہل بیت کا یہ شہزادہ بھی مدینہ سے ایک ہزار کلومیٹر دور جاتے ہیں اور جان کی بازی لگاتے ہیں نہ جھجک ہے، نہ تردد ہے، نہ پرواہ ہے، نہ غم ہے، نہ فراق احبہ کوئی رکاوٹ ہے، نہ بیوی بچے، بس صرف ایک جان اور دشت و بیابان اور پھر قربانی جان اور جنت رضوان سبحان اللہ! کون ہے ذرا سوچئے اور کہاں پڑا ہے ذرا دیکھئے۔اور کیسا پڑا ہے ذرا نظارہ کیجئے؟ سچ ہے "اولئک حزب الله" یہ اللہ کی فوج ہے واقعی اللہ کی فوج ہے جو کامیاب ہے۔

عبداللہ بن محمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت جعفرؓ پر روم کے ایک کافر نے تلوار سے ایسا وار کیا کہ آپ کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ایک حصہ انگور کے باغ میں پڑا تھا اس کو جب دیکھا گیا تو اس میں تقریباً ۳۰ گہرے زخم لگے تھے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں جنگ موتہ میں حضرت جعفرؓ کے ساتھ تھا ہم نے انکی شہادت کے بعد جب انکی لاش دیکھی تو اس میں تیروں اور نیزوں کے ۹۰ زخم تھے رحمته الله رحمة واسعته. بس بھائی ان کفار کے نیزے اور تلواریں اس شہزادے مرد مجاہد کیلئے بمنزلہ پل تھے جس پر گزر کر یہ عظیم انسان اللہ تعالیٰ کی جوار رحمت میں جا پہنچے۔ جنگ موتہ کے لق و دق بیابان اور کھلے میدان سے جنت کے وسیع تر اور مبارک میدانوں میں چلے گئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہاں رہنے لگے۔عاش سعیدا و مات شهیدا۔سچ ہے جو حضور اکرم ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا: "لقد رئیته فی الجنه له جناحان مضرجان بالدماء مصبوغ القوادم." یعنی میں نے جعفر کو جنت میں دیکھا کہ ان کے دو پر ایسے لگے ہیں

besturdubooks.wordpress.com


جوخون میں لت پت ہیں اوران کے سامنے کے حصے خون سے رنگین تھے سچ ہے۔

بنا کر دند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

جو پاس تھا وہ سب لٹا ہی دیا
حق تو یہ ہے کہ حق ادا ہی کیا

ہم نے ان کے سامنے اول تو جذبہ رکھ دیا
پھر کلیجہ رکھ دیا دل رکھدیا سر رکھدیا

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقاء کاراز باقی ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

مومن ہیں بہادر ہیں مجاہد ہیں نڈر ہیں
اسلام کی عظمت کے لئے سینہ سپر ہیں

سودا قمار عشق میں خسرو سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو دے سکا

کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روئے سیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہوکا

وہ آئے بزم میں اتنا تو میرؔ نے دیکھا
اور اس کے بعد چراغوں میں روشنی ہی نہ رہی

موت الشهيد حياة لا نفاد لها
قدمات قوم و هم فى الناس احياء

یعنی شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
شہید کا جو خون ہے وہ خون کی زکوٰۃ ہے

من كان يعلم ان الشهد مطلبه

besturdubooks.wordpress.com

فلا یخاف للدغ النحل من الم

یعنی جس شخص کا مطلوب ومقصود شہد حاصل کرنا ہو تو وہ شہد کی مکھی کے ڈنگ مارنے سے نہیں ڈرتا۔

یاامتی وجب الجهاد فشمری

فالموت فی ساح البطولة اروعٗ

اے امت مسلمہ! جہاد واجب ہو چکا ہے اب تیار ہو جاؤ کیونکہ مردانگی اور بہادری کے میدان میں موت بہت اچھی ہے۔

واذا ارادت امة نیل العلا

ضحت ولو اکبادها تتقطعٗ

جب کوئی قوم بلند مقام حاصل کرنا چاہتی ہے تو قربانی دیتی ہے اگر چہ اس کے جگر کے ٹکڑے ہو جائیں،

فَسلَامٌ عَلٰی جَعُفَرٍ عَاشَ سَعِیُدًا وَمَاتَ شَهِیُدًا

حضرت حسان بن ثابتؓ نے حضرت جعفرؓ کے مرثیہ میں لمبے لمبے قصیدے کہے ہیں چند شعر یہ ہیں۔

بَلٰی اِنْ فَقُدَ انَ الْحَبِیُبِ بَلِیَّةٌ وَکَمُ

مِنُ کَرِیُمٍ یُبُتَلٰی ثُمَّ یَصُبِرُ

ہاں دوستوں کا جدا ہو کر چلا جانا بڑی مصیبت ہوتی ہے لیکن کتنے ہی شریف ایسے ہیں جو مبتلائے مصیبت ہو کر صبر کرتے ہیں۔

رَأَیُتُ خِیَارَ الُمُسُلِمِیُنَ تَوَارَدُوُا

شُعُوُبًا وَ خَلُفًا بَعُدَ هُمُ یَتَاَ خَّرُ

میں نے مسلمانوں کے بہترین آدمیوں کو دیکھا کہ آگے پیچھے موت کے گھاٹ میں اُتر آگئے۔

فَلَا یُبُعِدَ نَّ اللّٰهُ قَتُلٰی تَتَابَعُوُا

بِمُؤْتَةَ مِنُهُمُ ذُوالُجَنَاحَیُنِ جَعُفَرُ

اللہ تعالیٰ ان مقتولین پر باران رحمت فرمائے جو جنگ موتہ میں پے در پے شہید ہو گئے انہیں میں دو

besturdubooks.wordpress.com

پروں والے جعفر بھی تھے۔

وَزَيْدٌ وَعَبْدُاللّٰهِ حِيْنَ تَتَابَعُوْا

جَمِيْعًا وَاَسْبَابُ الْمَنِيَّةِ تَخْطُرُ

اور زید اور عبداللہ بھی تھے جبکہ یکے بعد دیگرے سب میدان میں اُتر آئے اور موت کے اسباب سروں پر منڈلا رہے تھے۔

غَدَاةَ مَضَوْا بِالْمُؤْمِنِيْنَ يَقُوْدُهُمْ

اِلَى الْمَوْتِ مَيْمُوْنُ النَّقِيْبَةِ اَزْهَرُ

یہ اس صبح کی بات ہے جبکہ یہ حضرات مسلمانوں کو میدان کی طرف لے گئے اور ایک روشن ومبارک قائد (جعفر) شہادت کی طرف لے جانے میں قیادت کر رہے تھے۔

اَغَرُّ كَضَوْءِ الْبَدْرِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ

اَبِيٌّ اِذَاسِيْمَ الظُّلَامَةَ مِجْسَرُ

وہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن آل ہاشم سے تھے وہ بہادر تھے اور ظلم وذلت کے ہر کام سے انکار کرنے والے تھے۔

فَطَاعَنَ حَتّٰى مَالَ غَيْرَ مُوَسَّدٍ

لِمُعْتَرَكٍ فِيْهِ الْقَنَا يَتَكَسَّرُ

وہ نیزہ بازی کرتے رہے یہاں تک کہ خالی زمین پر گر پڑے یہ ایسا معرکہ تھا کہ جس میں مضبوط نیزے بھی ٹوٹ جاتے تھے۔

فَصَارَ مَعَ الْمُسْتَشْهِدِيْنَ ثَوَابُهُ

جِنَانٌ وَمُلْتَفُّ الْحَدَائِقِ اَخْضَرُ

چنانچہ وہ شہداء کے زمرے میں شامل ہو گئے ان کا ثواب جنت اور ہرے بھرے گنجان باغات ہیں۔

وَكُنَّا نَرٰى فِيْ جَعْفَرٍ مِنْ مُحَمَّدٍ

وَفَاءً وَاَمْرًا حَازِمًا حِيْنَ يَأْمُرُ

ہم تو جعفر میں پہلے سے محمد عربی ﷺ کی طرح وفائے عہد اور حکم دینے کی پختگی اور ہوشیاری دیکھتے تھے۔

besturdubooks.wordpress.com

فَمَا زَالَ فِی الْاِسْلَامِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
دَعَائِمُ عِزٍ لَایَزُ لْنَ وَمَفْخَرٌ

پس اسلام میں ہمیشہ بنو ہاشم میں سے عزت وافتخار کے ایسے ستون قائم رہیں گے جو کبھی زائل نہیں ہوں گے۔

شاعر دربار نبوی ﷺ حضرت حسانؓ کے بعد شاعر اسلام حضرت کعب بن مالک ﷺ نے بھی حضرت جعفرؓ وغیرہ کے مرثیہ میں بہت اشعار کہے ہیں چند اشعار یہ ہیں۔

وَجُدٌ اعَلَی النَّفَرِ الَّذِیْ تَتَابَعُوْ ا
یَوْمًا بِمُوْتَةَ اُسْنِدُوْا لَمْ یُنْقِلُوْا

مجھے جنگ موتہ کے ان شہداء پر بہت غم ہے جو پے در پے شہید ہو گئے اور وہیں پر پڑے رہے۔

صَلَّی الْاِلٰـهُ عَلَیْهِمُ مِنْ فِتْیَةٍ
وَسَقَاعِظَامَهُمُ الْغَمَامُ الْمُسْبِلُ

اللہ تعالیٰ ان نوجوان پر رحمت کاملہ نازل فرمائے اور موسلا دھار بارش برسانے والے بادل ان کے جسموں کو سیراب کرے۔

صَبَرُوْ ابِمُوْتَةَ لِلْاِلٰـهِ نُفُوْسَهُمْ
حَذْرَ الرَّدٰی وَمَخَافَةَ اَنْ یَّنْكُلُوْ

انہوں نے جنگ موتہ میں اللہ کی رضا کیلئے اور اس کی ناراضگی سے بچنے کے لئے اور مسلمانوں کے عتاب کے خوف سے صبر کر کے جان کی بازی لگا دی۔

اِذْ یَهْتَدُوْنَ بِجَعْفَرٍ وَلِوَاءُهٗ
قُدَّامَ اَوَّلِهِمْ فَنِعْمَ الْاَوَّلُ

وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ مسلمان جعفر ﷺ کی رہنمائی میں جا رہے تھے اور جعفرؓ کا جھنڈا سب سے آگے تھا اور وہ کیا ہی اچھے آگے جانے والے تھے۔

حَتّٰی تَفَرَّجَتِ الصُّفُوْفُ وَجَعْفَرٌ
حَیْثُ الْتَقٰی وَعْثُ الصُّفُوْفِ مُجَدَّلٌ

besturdubooks.wordpress.com

یہاں تک کہ جب میدان جنگ سے صفیں ہٹ گئیں تو جعفرؓ شدید معرکہ کی جگہ پر پڑے ہوئے تھے۔

فَتَغَيَّرَ الْقَمَرُ الْمُنِيرُ لِفَقْدِهٖ
وَالشَّمْسُ قَدْ كَسَفَتْ وَكَادَتْ تَأْفِلُ

پس ان کی موت سے چاند کی روشنی میں تغیر آ گیا اور سورج بے نور ہو گیا بلکہ قریب تھا کہ غائب ہو جاتا۔

## حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شوق شہادت میں

## جنگ کا ساتواں مرحلہ

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں لیلة العقبہ میں اسلام قبول کر کے مدینہ منورہ واپس آ گئے اور دین اسلام کی خدمت شروع کی، بہت بڑے پائے کے شاعر تھے تمام غزوات میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہے عمرۃ القضاء میں آپ مکہ مکرمہ میں حضور اکرم ﷺ کے آگے آگے راستہ بناتے جاتے تھے اور آپ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے ۔

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهٖ
خَلُّوا فَكُلُّ الْخَيْرِ فِيْ رَسُوْلِهٖ

او کافر زادو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے ہٹو، راستہ چھوڑ دو کیونکہ پوری بھلائی اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہے۔

يَارَبِّ اِنِّيْ مُؤْمِنٌ بِقِيْلِهٖ
اَعْرِفُ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ قُبُوْلِهٖ

اے میرے رب! میں حضور اکرم ﷺ کی بات پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کے قبول کرنے کو اللہ تعالیٰ کا حق سمجھتا ہوں۔

نَحْنُ قَتَلْنَاكُمْ عَلٰى تَاْوِيْلِهٖكُمَا
قَتَلْنَاكُمْ عَلٰى تَنْزِيْلِهٖ

ہم نے نزول قرآن اور تفسیر قرآن کے مطابق تم کو قتل کیا ہے۔

ضَرْبًا يُزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِهٖ
وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهٖ

besturdubooks.wordpress.com

ہم تم کو ایسا ماریں گے کہ کھوپڑیاں الگ ہو جائیں گی اور ہر دوست اپنے دوست کو بھول جائیگا۔

حضور اکرم ﷺ نے ان کو کئی سرایا میں امیر الجیش مقرر فرمایا تھا اور غزوہ موتہ کے متعلق بھی حضرت کا یہ فرمان تھا کہ مسلمانوں کا امیر زیدؓ ہے، اگر یہ مارا جائے تو جعفرؓ ہے وہ مارا جائے تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہوگا۔ اسی ارشاد کے مطابق جب معرکہ موتہ میں حضرت جعفر طیارؓ شہید ہو گئے اور جھنڈا زمین پر گر گیا تو عبداللہ بن رواحہؓ شیر ببر کی طرح کفار کی صفوں میں گھس گئے اور جھنڈا ہاتھ میں لیا اور اسکو مسلمانوں کے سامنے لہرایا اور پھر محمدی کچھار کے شیر دل نوجوانوں کو اور لشکر اسلام کے جانبازوں کو لڑائی کے گھمسان میں بڑھاتے چلے گئے۔ ان کے چچازاد بھائی نے جب دیکھا کہ ان کی رفتار میں کچھ کمزوری ہے تو انہوں نے محسوس کیا کہ حضرت عبداللہ کو کئی دنوں کی بھوک لگی ہوئی ہے چنانچہ وہ آگے بڑھے اور گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا دے کر کہا اس کو کھا لیجئے کہ کچھ سہارا ملے اور کمر مضبوط ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے وہ گوشت لیا اور ابھی اس کو منہ سے لگایا ہی تھا کہ فوج کی ایک سمت سے شور اٹھا کہ دشمن کا حملہ ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے اپنے آپ کو خطاب کر کے فرمایا اے ابنِ رواحہ! تو ابھی تک دنیا میں موجود ہے، گوشت کو پھینک کر آگے بڑھے اور خوب لڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ میدان جنگ میں اترتے وقت آپ کو آگے بڑھنے میں کچھ تردد ہوا تو اپنے آپ کو خطاب کر کے یہ اشعار پڑھے اور گھوڑے سے اتر کر خوب لڑے۔

اَقْسَمْتُ یَا نَفْسُ لَتَنْزِلَنَّهٗ
لَتَنْزِلَنْ اَوْ لَتُكْرِهَنَّهٗ

اے نفس! تجھے قسم ہے کہ تو گھوڑے سے ضرور نیچے لڑنے کے لئے اترو گے۔ خوشی سے ہو تو ٹھیک، ورنہ زبردستی اتار دوں گا۔

اِنْ اَجْلَبَ النَّاسُ وَشَدُّوا الرَّنَّهٗ
مَالِیْ اَرَاکِ تَكْرِهِیْنَ الْجَنَّهٗ

لوگ میدان کارزار میں اترے ہیں اور گھمسان کی جنگ جاری ہے میں تجھے جنت سے اعراض کرتا ہوا کیوں دیکھ رہا ہوں؟

besturdubooks.wordpress.com

قَدْ طَالَ مَا كُنْتِ مُطْمَئِنَّهْ
هَلْ اَنْتِ اِلَّا نُطْفَةٌ فِيْ شِنَّهْ

عرصۂ دراز تو آرام واطمینان کی زندگی گزار رہا ہے۔ تیری حقیقت کیا ہے بس رحم مادر میں ایک بوند نطفہ ہے۔

اپنے آپ کو خوب گرما کر اس کے بعد آپ نے پھر اپنے نفس کو اس طرح مخاطب کیا:

يَا نَفْسُ اِلَّا تُقْتَلِيْ تَمُوْتِيْ
هَذَا حِمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صَلِيْتِ

اے میرے نفس! اگر تو شہید نہیں ہوا تو موت تو ضرور آئے گی؟ کیونکہ موت کے گھاٹ میں تجھے ضرور اترنا ہے۔

وَمَا تَمَنَّيْتِ فَقَدْ اُعْطِيْتِ
اِنْ تَفْعَلِيْ فِعْلَهُمَا هُدِيْتِ

اور جس شہادت کی تجھے تمنا تھی وہ تجھے مل گئی اگر تو نے زیدؓ اور جعفرؓ جیسا کام کیا تو ہدایت پائے گا۔

ان اشعار کے بعد آپ نے فرمایا: اے ابن رواحہ! لوگ جہاد میں لڑ رہے ہیں اور تو ابھی تک دنیا میں مشغول ہے، یہ کہہ کر آگے بڑھے خوب لڑے اور شہید ہو گئے۔

بندہ ناچیز نے بہت پہلے کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ اس موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اپنے آپ سے خطاب کر کے کہا کہ اے ابن رواحہ! تجھ سے پہلے تیرے دونوں ساتھی شہید ہو گئے اب دنیا میں تیرا کیا رہ گیا ہے؟ اچھا ایک غلام ہے؟ لو میں اس کو آزاد کرتا ہوں۔ اب کیا رہ گیا اچھا ایک بیوی ہے؟ تو سن لو میں نے اس کو طلاق دے دی اب بتاؤ کیا رہ گیا؟ یہ کہہ کر آپ نے کفار پر حملہ کیا اور آگے بڑھتے بڑھتے شہید ہو گئے اور حیات جاودانی کو پا گئے اور کھلے پاکیزہ میدان میں دفن ہو کر ہر جوان کو یہ پیغام دے گئے ہیں کہ:

مَوْتُ الشَّهِيْدِ حَيَاةٌ لَا نَفَادَ لَهَا
قَدْ مَاتَ قَوْمٌ وَهُمْ فِي النَّاسِ اَحْيَاءُ

يَا اُمَّتِيْ وَجَبَ الْجِهَادُ فَشَمِّرِيْ
فَالْمَوْتُ فِيْ سَاحِ الْبُطُوْلَةِ اَرْوَعُ

besturdubooks.wordpress.com



وَاِذَا اَرَادَتْ اُمَّةٌ نَیْـــلَ الْـــعُلَاءِ
ضَـحَّـتْ وَلَـوْا اَکْبَـادُ هَـا تَتَقَطَّعُ

قِفْ دُوْنَ رَأْیِکَ فِی الْحَیَاةِ مُجَاهِدًا
اِنَّ الْحَیَاةَ　عَقِیْدَةٌ وَّ جِهَادٗ

وَمَا بِیْ حِذَارُالْمَوْتِ اِنِّیْ لَمَیِّتٌ
وَاِنَّ اِلٰی رَبِّ اِیَـابِیْ وَمَـرْجِعِیْ

وَلَسْـتُ اُبَـالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍ کَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِی

وَذَالِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاءُ
یُبَارِکُ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ

خَـلَـقَ الـلّٰـهُ لِلْـحُـرُوْبِ رِجَـالاً
وَرِجَـــالاً لِـقَـصْـعَةٍ وَّثَـرِیْـدٖ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدۂ عالم دوام ما

غم نیست گرز مہر تو دل پارہ پارہ شد
اے کاش ذرہ ذرہ شوم درھوائے تو

من کیستم کہ بہر شما جاں فدا کنم
اے صد ہزار جان مقدس برئے تو

میخواہم از خدا بدعاصد ہزارجان
تاصد ہزار بار بمیرم برائے تو

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
شہید ناز کی تربت کہاں ہے

besturdubooks.wordpress.com

جو پاس تھا وہ سب لٹا ہی دیا
حق تو یہ ہے کہ حق ادا ہی کیا
زندگی کیفی اسی حسن عمل کا نام ہے
کفر کو نابود حق کو جاوداں کرتے چلو

فَرَحِمَ اللّٰہُ عَلٰی عَبْدِاللّٰہِ بْنِ رَوَاحَہ
عَاشَ سَعِیْدًا وَّمَاتَ شَہِیْدًا
سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا شَہِیْدَ الْاِسْلَام !
سَلَامٌ عَلَیْکَ بِمَا صَبَرْتَ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ

## سیف اللہ خالد رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں

### جنگ کا آٹھواں مرحلہ

حضرت خالد بن ولیدؓ دین اسلام کے وہ جرنیل ہیں جنہوں نے تاریخ اسلام اور تاریخ عالم پر ان مٹ نقوش ثبت کر کے چھوڑے ہیں اور جنہوں نے ارض عالم اور جریدۂ عالم پر وہ نشانات بطور ''ماثر تاریخی'' رکھ دیئے ہیں کہ مرور ایام کے باجود وہ آثار اب تک موجود ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک باقی رہیں گے۔ سیف اللہ خالدؓ کے حوالہ سے زمین کے سینکڑوں ایسے مقامات ہیں جو انہی کے نام سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں سرزمین حجاز ہو یا سرزمین شام، مصر ہو یا صعید مصر، دیار بکر ہو یا ارض عراق، فارس کے کوہ ودامن ہوں یا جزیرہ، یمن، ہر خطہ اور زمین کا حصہ پکار پکار کر یہ اعلان کر رہا ہے کہ ہاں خالد اس طرف سے فاتحانہ انداز سے گزرے ہیں اور یہ ان کے کارنامے ہیں۔

اسلام کے اس شہزادے نے سو سے زیادہ جنگیں اسلام کی سربلندی کے لئے لڑی ہیں آپ بصری سے پوچھئے پھر اور کہ تدمر سے معلوم کیجئے پھر دمشق کے کھلے میدانوں سے سوال کیجئے، اجنادین کے قیامت خیز معرکوں پر نظر ڈالیئے، اور شحورا اور قلعہ ابو القدس کو بھی نہ بھولئے عواصم اور قنسرین کی طرف جائیے حمص اور بعلبک کو ذرا دیکھئے۔ قیامت کبریٰ کی نظیر معرکہ یرموک کو پڑھئے، بیت المقدس اور قیساریہ کی جنگوں کو یاد کیجئے، قلعہ حلب اور مرکز شام انطاکیہ اور پھر آس پاس قبائلی دروں کی سیر کیجئے، آ

besturdubooks.wordpress.com

پ کو یہ مقامات بتادیں گے کہ ہاں خالد کو ہم جانتے ہیں جن کی گرجدار آواز اور قیامت برپا کرنے والے حملوں سے اب تک ہم لرزہ براندام ہیں۔ پھر آپ مصر کی طرف خالد کے کارناموں کے پیچھے پیچھے چلئے، جی ہاں! قصر شمع اور مریوط ضرور آپ کی راہنمائی کریگا کچھ دیر کے لئے آپ اسکندریہ بھی رکئے اور دمیاط بھی ٹھر جایئے یہ دونوں تاریخی شہر آپ کو خالد کی تاریخ پڑھادینگے۔ تینس اور مرج رغبان سے بھی جلدی نہ جایئے گا مرج اور رغبان آپ کو وہ سلاخیں دکھائے گا جس کے پیچھے حضرت خالد نے قید اور گرفتاری کے اوقات گذارے ہیں قلعہ راس العین اور میافارقین کا کھلا میدان بھی آپ کو اس شیر اسلام کے دلیرانہ حملوں کی کچھ جھلکی دکھادے گا۔ قلعہ آمد میں حضرت خالد کی آمد اور جبل جودی میں اس مرد مجاہد کے مجاہدانہ کارنامے آپ سے پوشیدہ نہیں رہیں گے۔ حصن لغوب کے مضبوط حصاروں اور قلعہ خلاط کی مضبوط دیواروں سے سوال کیجئے تو وہ صاف لفظوں میں کہدیں گی کہ وہاں خالد کے گھوڑوں کے ٹاپوں سے یہاں آگ کی چنگاریاں اٹھ رہی تھیں اور وہ دشمن کو روندتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ قلعہ بھنساء سے دیر تک معلومات دریافت کیجئے، وہ تین سال تک خالد کی گھمسان کی جنگوں کا نقشہ صاف انداز سے پیش کردے گا اور ایسے معلومات سے آپ کو نوازے گا کہ جس کے سننے سے آپ کے رونگھٹے کھڑے ہوجائیں گے۔ دیر مسیح اور مرج دھشور میں یہ معلوم کریں کہ خالد کے بیٹے سلیمانؓ کی قبر کہاں ہے اور پھر خالد نے اپنے شہید بیٹے کا کیسا بدلہ لیا؟ قلعہ اھناس شہر اہریت اور بحر یوسفی سے اگر معلومات لوگے تو وہ تھوک کے حساب سے آپ کو خالد کی قربانیوں کا تذکرہ دیر تک کردیں گے۔ ذرا ادھر آیئے اور معرکہ بطاح وظفر کا نظارہ کیجئے کہ خالد خدائی طوفان بن کر مرتدین کے خلاف کیسے آگے بڑھ رہے ہیں، بنوتمیم، قبیلہ عبس وذبیان، بنوفرازہ اور بنواسد سے معلوم کیجئے تو وہ خالد کی عظیم جنگوں کی داستانیں سنادیں گے، بنوحنیفہ اور جنگ یمامہ کو ضرور پڑھیئے آپ کو وہاں کا ہر درودیوار بتادیگی کہ ہاں وہ خالد ہی تھا جس کے تذکرے اوراق نہیں، تاریخ نہیں، زبانیں نہیں بلکہ دشت و بیاباں، صحراء اور درے پہاڑ اور کھلے میدان اب تک کررہے ہیں کہ وہ شیر خدا تو ہر موقع پر موت کو تلاش کرتا تھا لیکن موت اس سے بھاگتی تھی بالآخر جب چارپائی پر لیٹے لیٹے موت آئی تو فرمانے لگے کہ میں نے سو سے زیادہ جنگوں میں اس غرض سے حصہ لیا کہ میں شہید ہوجاؤں، میرے جسم میں ایک

besturdubooks.wordpress.com

بالشت جگہ ایسی نہیں جس پر تیر وتلوار کا زخم نہ ہو لیکن آج میں اپنی طبعی موت پر مر رہا ہوں۔ فَلاَ نَامَتْ اَعْیُنُ الْجُبْنَا۔ یعنی خدا کرے بزدلوں کی اک آنکھیں کھل جائیں۔

**القصہ:** جب حضرت عبداللہ بن رواحہؓ شہید ہوگئے اور جھنڈا آپ کے ہاتھ سے زمین پر گرا تو حضرت ثابت بن اقرمؓ نے فوراً جھنڈا ہاتھ میں لے لیا اور فرمایا اے مسلمانو! حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اب اپنا امیر الجیش خود مقرر کرلو مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہم سب اس پر راضی ہیں کہ اب امارت آپ ہی سنبھال لیں اور جھنڈا اپنے پاس رکھ لیں، آپ نے فرمایا کہ میں نے جھنڈا اپنے لئے نہیں اٹھایا ہے اور میں امیر بننے کے لئے مناسب نہیں ہوں، چنانچہ انہوں نے جھنڈا حضرت خالدؓ پر پیش کیا کہ آپ امیر بن جائیں حضرت خالدؓ چونکہ اس وقت نومسلم تھے کیونکہ آپ صفر ۸ھ میں اسلام لائے تھے اور غزوہ موتہ میں تین ماہ بعد یعنی جمادی الاول ۸ھ میں شریک ہوئے تھے اس لئے آپ نے معذرت کی اور فرمایا کہ آپ خود امیر بنیں کیونکہ آپ قدیم الاسلام ہیں اور بدر اور اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے ہیں۔ حضرت ثابت بن اقرمؓ نے جب انکار کیا تو پھر سارے مسلمان اس پر راضی اور خوش ہوگئے کہ حضرت خالدؓ امیر بن جائیں، چنانچہ خالدؓ نے جھنڈا ہاتھ میں لے لیا اور حضور ﷺ نے مسجد نبوی میں منبر نبوی سے میدان جنگ کو دیکھ کر فرمایا:

**"اَخَذَ الرَّایَةَ زَیْد فَاُصیب ثم اخذ ھا جعفر فاصیب ثم اخذھا ابن رواحہ فاصیب وعیناہ تذر فان حتی اخذالرایة سیف من سیوف اللہ حتی فتح اللہ علیھم"**

ترجمہ: زید نے جنگی جھنڈا اٹھالیا تو وہ شہید ہوگئے، پھر جعفر نے اٹھالیا وہ بھی شہید ہوگئے، پھر ابن رواحہ نے اٹھالیا وہ بھی شہید ہوگئے، آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (یعنی خالدؓ) نے اٹھالیا تو اللہ تعالیٰ نے کفار پر ان کو فتح عطا کی، ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: **"اللھم انہ سیف من سیوفک انت تنصرہ"** مولائے کریم! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو ان کی مدد فرمائے گا، ایک روایت میں ہے

besturdubooks.wordpress.com

کہ جب خالدؓ نے جھنڈا تھام لیا تو حضور ﷺ نے فرمایا "الان حمی الوطیس " اب گھمسان کی جنگ میں تیزی اور گرمی آ گئی، حضرت خالدؓ نے جھنڈا سنبھالا تو سب سے پہلے آپ نے جنگی نقشہ تبدیل کردیا، میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ کردیا، مقدمۃ الجیش اور ساقہ میں تبدیلی کی، جب کفار نے دیکھا کہ ہر محاذ پر نئے لوگ آ گئے تو سمجھنے لگے کہ مسلمانوں کو نئے کمک پہنچ گئی اس سے وہ گھبرا گئے اور بھاگ گئے، مسلمانوں نے حضرت خالدؓ کی قیادت میں شدید جنگ لڑی حتی کہ رومیوں کو پیچھے ہٹنا پڑا حضرت خالدؓ خود فرماتے ہیں کہ جنگ موتہ میں لڑتے لڑتے میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں صرف ایک یمنی تلوار تھی جو میرے ہاتھ میں آخر تک باقی رہی، حضرت خالدؓ دشمن سے لڑتے بھی تھے اور اپنے مجاہدین ساتھیوں کو کفار کے نرغے سے نکالتے بھی تھے اگر یہ حکمت عملی آپؓ نہ اپناتے تو بہت خطرہ تھا کہ مجاہدین کی پوری جماعت یا شہید ہو جاتی اور یا گرفتار ہوتی اس طرح حضرت خالدؓ نے بچاؤ اور دفاع کی جنگ لڑ کر فتح حاصل کی، ادھر رومیوں نے بھی لڑتے لڑتے پیچھے ہٹنے کو ترجیح دی البتہ ان کے بے انتہاء لوگ مارے گئے اور وہ ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے۔ علامہ واقدی کے مطابق رومیوں نے بھاری جانی نقصان اٹھایا اور بھاگ گئے حضرت خالدؓ اور مسلمانوں کی اسی دفاعی حکمت عملی کو دیکھ کر بعض مسلمانوں نے مدینہ منورہ میں مجاہدین کی اس جماعت کو "یا فرار" یعنی اے بھاگنے والو! کا نام دیا جس پر حضور ﷺ نے فرمایا "لَيْسُوْا بِفُرَّارٍ وَلٰكِنَّهُمْ كُرَّارٌ اِنْشَاءَ اللّٰه " یعنی یہ بھاگنے والے نہیں بلکہ بار بار حملہ کرنے والے ہیں انشاء اللہ۔ ایک روایت میں ہے کہ مجاہدین کے بعض افراد تو مدینہ میں آ کر گھروں میں روپوش ہو کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: "نحن الفرارون " ہم تو بھاگنے والے بن گئے، حضور ﷺ نے فرمایا: " لَا بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ " نہیں نہیں بلکہ تم تو بار بار حملہ کرنے والوں میں سے ہو۔ بہرحال حضورؐ نے اس معرکے کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا کہ اس میں شکست نہیں بلکہ فتح حاصل ہوئی ہے اور اس کے مجاہدین بھاگنے والے نہیں بلکہ حملہ کرنے والے ہیں "ففتح اللہ علیھم " کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ فاتحانہ جنگ تھی نہ کہ ہزیمت اٹھانے والی۔ لہذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کو عظیم فتح قرار دے، یہ تھا اس جنگ کا مختصر سا خاکہ اور یہ تھا حضرت خالدؓ کا پہلا کارنامہ جو اسلام قبول کرنے کے بعد صرف تین ماہ بعد پیش آیا تو ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ دین قبول کرنے کے

besturdubooks.wordpress.com

بعد دین کا مجاہد بنے نہ یہ کہ ساٹھ سال تک بیٹھا رہے اور کہتا رہے کہ میں ابھی ایمان بنانے کے مرحلہ میں ہوں گھر میں بیٹھنا اور جہاد نہ کرنا تو موجب نقصان ایمان ہے جہاد کرنے سے ایمان بنتا ہے جہاد کے چھوڑنے سے کہاں ایمان بنے گا؟ سچ ہے ۔

خَلَقَ اللّٰهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً

وَرِجَالاً لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيْدٍ

اللہ نے بعض لوگوں کو جہاد کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اور بعض کو ثرید اور قورمے کھانے کے لئے۔

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوْفًا لَنَا

اِسْرُ الْمُلُوْكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

بادشاہوں سے لڑنا اور انہیں قید و قتل کرنا قدیم زمانہ سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

بس رہے تھے یہیں سلجوق بھی تورانی بھی
اہل چین چین میں ایران میں ساسانی بھی
اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی
اسی دنیا میں یہودی بھی تھے نصرانی بھی
پر تیرے نام پہ تلوار اٹھائی کس نے ؟
بات جو بگڑی ہوئی تھی وہ بنائی کس نے ؟
تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے کبھی دریاؤں میں
دیں آذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی دنیاداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی
ہم جو جیتے تھے تو جنگوں کی مصیبت کے لئے
اور مرتے تھے تیرے نام کی عظمت کے لئے

besturdubooks.wordpress.com

تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لئے
سربکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کے لئے؟
قوم اپنی جو زرومالِ جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی ؟
ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑجاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے

تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑجاتے تھے
نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے
تو ہی کہہ دے کہ اکھاڑا درخیبر کس نے ؟
شہر قیصر کا جو تھا اس کو کیا سر کس نے ؟
توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے ؟
کاٹ کر رکھ دیئے کفار کے لشکر کس نے ؟
کس نے ٹھنڈا کیا آتش کدۂ ایران کو ؟
کس نے پھر زندہ کیا تذکرۂ یزدان کو ؟
آگ تکبیر کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں
زندگی مثل بلال حبشیؓ رکھتے ہیں

(شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم)

besturdubooks.wordpress.com

# میدان موتہ میں کچھ اور معرکے

## جنگ کا نواں مرحلہ

① مالک بن عوف اشجعیؓ فرماتے ہیں کہ جنگ موتہؓ کے میدان کارزار میں ہمارا مقابلہ ایک دفعہ ان عرب مُتَنَصِّرہ سے ہوا جن کا تعلق بنو قضاعہ وغیرہ سے تھا ان لوگوں نے ہمارے مقابلے میں صف بندی کی، اتفاق سے ان میں ایک مشہور بہادر آدمی تھا۔ وہ کفار کی صفوں سے نکل کر مسلسل مسلمانوں پر حملے کیا کرتا تھا وہ بہترین اور عمدہ سرخ گھوڑے پر سوار تھا جس کی لگام سونے کی تھی اور اس آدمی کا پورا اسلحہ سونے کا تھا، میں دل میں مسلسل یہ سوچا کرتا تھا کہ یہ کون شخص ہے اور اس کی حیثیت کیا ہے ادھر ہمارے ہاں ایک معاون آدمی تھا جس کا تعلق قبیلہ حمیر سے تھا اور جس کے پاس کوئی اسلحہ نہیں تھا بلکہ خالی ہاتھ تھا، اچانک ہمارے ایک ساتھی نے اپنا اونٹ ذبح کیا اس حمیری نے ان سے کہا کہ بھائی اپنے اونٹ کی کھال میں سے تھوڑا سا مجھے دے دیجئے، انہوں نے دے دیا تو اس نے اس کھال کو دھوپ میں پھیلا دیا اور اس سے ایک مضبوط ڈھال بنالی اور ایک چٹان کے پیچھے اس رومی کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ جب وہ رومی مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے آگے آیا تو اچانک حمیری نے اس پر حملہ کر کے اس کے گھوڑےؓ کے پاؤں کاٹ ڈالے اس سے گھوڑا زمین پر بیٹھ گیا اور وہ عجمی کافر اس سے نیچے گر پڑا، مسلمان نے فوراً جھپٹ کر اس کو قابو کیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گیا اور پھر اس کو قتل کر دیا کیونکہ ؎

زندگی کیفی اسی حسن عمل کا نام ہے
کفر کو نابود حق کو جاوداں کرتے چلو

② ابن غزیہؓ کے والد کا بیان ہے کہ میں جنگ موتہ میں شریک تھا میں نے ایک رومی کافر کو جنگ کی دعوت دی وہ جنگ کے لئے میدان میں نکل آیا میرا اور اس کا شدید معرکہ ہوا۔ دونوں طرف سے تلواریں ٹکرائیں نیزے چلے اور تیر برسے، کچھ دیر کے بعد میں نے اس کو زیر کر کے قتل کر دیا اس کے سر پر خود یعنی لوہے کی ٹوپی تھی جس میں یاقوت کا ایک عمدہ نگینہ لگا ہوا تھا میری نظر اس نگینہ پر بھی تھی۔ پس میں نے اس کو اتار کر لے لیا، پھر جب ہم کفار کے نرغے سے نکل کر مدینہ آگئے تو میں

besturdubooks.wordpress.com

نے اس نگینہ کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے بطور انعام وہ نگینہ مجھے عطا کر دیا پھر میں نے اس کو دور فاروقیؓ میں سو دینار کے بدلے میں فروخت کر دیا اور مدینہ منورہ میں اس کے عوض کھجور کا ایک باغ خرید لیا۔

(۳) ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ قطبہ بن قتادہؓ جنگ موتہ میں شریک تھے اور مسلمانوں کے لشکر کے میمنہ پر متعین تھے انہوں نے نصاریٰ عرب یعنی عرب متنصرہ کے ایک آدمی پر میدان موتہ میں حملہ کر دیا اس شخص کا نام رافلہ تھا اور اپنی فوج کی کمان سنبھالا ہوا تھا دیر تک لڑائی کے کرتب دکھانے کے بعد مسلمان نے اس کو قتل کر دیا اور پھر یہ اشعار بطور فخر کہہ دیئے۔

طَعَنْتُ رَافِلَةَ ابْنَ الْاَرَاشِ

بِرُمْحٍ مَضٰى فِيْهِ ثُمَّ انْحَطَمْ

میں نے رافلہ بن الاراش کو ایسا نیزہ مارا جو اس میں گھستا ہوا چلا گیا اور پھر ٹوٹ گیا۔

ضَرَبْتُ عَلٰى جِيْدِهٖ ضَرْبَةً

فَمَالَ كَمَا مَالَ غُصْنُ السَّلَمْ

میں نے جب اس کی گردن پر ایک کاری ضرب لگائی تو وہ کٹ کر ایسی گری جیسے درخت سلم کی شاخ گرتی ہے۔

وَسُقْنَا نِسَاءَ بَنِيْ عَمِّهٖ

غَدَاةَ رَقُوْقِيْنَ سَوْقَ النَّعَمْ

اور ان کی چچازاد بھائی کی عورتوں کو ہم نے غلامی کی حالت میں صبح صبح ایسا ہنکا دیا جیسا جانوروں کو ہنکایا جاتا ہے۔

نوٹ: اس شعر سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان جنگ موتہ میں فتحیاب ہوئے تھے تب ہی تو کفار کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا کر مسلمان اپنے ساتھ لے گئے تھے سچ ہے۔

خَلَقَ اللّٰهُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالًا

وَرِجَالًا لِقَصْعَةٍ وَّثَرِيْدٍ

besturdubooks.wordpress.com

اللہ نے بعض لوگوں کو جہاد کرنے کے لئے پیدا کیا ہے اور بعض کو ثرید اور قورمے کھانے کے لئے۔

مِنْ عَهْدِ عَادٍ كَانَ مَعْرُوفًا لَنَا
اَسْرُ الْمُلُوكِ وَقَتْلُهَا وَقِتَالُهَا

بادشاہوں سے لڑنا اور انہیں قید وقتل کرنا قدیم زمانہ سے ہمارے جانے پہچانے کارنامے ہیں۔

## ''جہان دیدہ''

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی اپنی پُرکشش تالیف ''جہان دیدہ'' میں میدان موتہ اور شہداء کی قبور کے متعلق تحریر کیا، فرماتے ہیں:

''وہ واقعات کتابوں میں پڑھے ہوئے تھے اور آج وہی میدان گنہگار نگاہوں کے سامنے تھا جہاں صحابہؓ نے اپنے مقدس خون سے جانبازی اور فدا کاری کی یہ تاریخ لکھی تھی تصور کی نگاہیں اس میدان کے مختلف گوشوں میں اس معرکہ رست وخیز کے مختلف مناظر دیکھتی رہیں جس نے ان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرشتوں سے بلند مقام عطا فرمایا۔

مقام بندگی دیگر مقام عاشقی دیگر
زنوری سجدہ می خواہی زخاکی بیش ازاں خواہی

ابھی ذہن ان تصورات میں گم تھا کہ اس میدان کے مقامی مجاور نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا مقام شہادت ہے، یہاں چند فٹ اونچا ایک پتھروں کا بنا ہوا ستون نصب تھا اور اس پر دھندلے حروف میں لکھی ہوئی یہ عبارت پڑھی جاسکتی ہے۔

ھنا استشهد زيد بن حارثہؓ (حضرت زید بن حارثہؓ اس مقام پر شہید ہوئے) اسی سے کچھ فاصلے پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا مقام شہادت بیان کیا جاتا ہے وہاں پر اسی قسم کا ایک ستون کھڑا ہوا ہے مجاور نے بتایا کہ یہاں سے جنوب میں تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر میدان کے بیچ وبیچ ایک جگہ ہے جس کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ جعفر طیارؓ وہاں شہید ہوئے تھے اس جگہ زیر زمین ایک سرنگ سی بنی ہوئی ہے، مجاور کے کہنے کے مطابق کسی زمانے میں یہاں یہ بات مشہور تھی کہ اس سرنگ سے خوشبو آتی ہے، کوئی شخص اس کی تحقیق کے لئے اندر داخل ہوا لیکن پھر واپس نہ آسکا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

besturdubooks.wordpress.com

حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے مزارات اس میدان سے کافی فاصلے پر ایک بستی میں واقع ہیں اس بستی کا نام غالباً انہی مزارات کی وجہ سے "مزار" مشہور ہے۔ چنانچہ ہم لوگ میدان موتہ سے اس بستی کی طرف روانہ ہوئے سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہؓ کے مزار پر حاضری دی اور سلام عرض کرنے کی سعادت حاصل ہوئی (جہان دیدہ، ص: ۳۳۴) حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب اپنی کتاب میں مزید لکھتے ہیں کہ حضرت زید بن حاثہؓ کے مزار مبارک کے ساتھ ایک عالیشان مسجد بنی ہوئی ہے، ہم نے نماز ظہر اسی مسجد میں ادا کی یہاں سے کچھ فاصلے پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا مزار تھا وہاں بھی حاضری ہوئی۔ (جہان دیدہ، ص: ۲۳۹)

## مدینہ منورہ میں شہداء کی خبر کا پہنچنا

### جنگ کا دسواں مرحلہ

ادھر معرکہ موتہ کا پورا نقشہ حضور ﷺ کے سامنے تھا جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے بلکہ مدینہ میں معرکہ موتہ کی خبر لانے والے صحابی کی جب حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی تو حضور نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو موتہ کی جنگ کے احوال مجھے بیان کر کے بتا دو، اور اگر چاہو تو میں تجھے بتا دوں؟ صحابی نے عرض کیا کہ آپ بتا دیجئے، حضور ﷺ نے جب ساری تفصیل کے ساتھ ان کو احوال بتا دیئے تو انہوں نے کہا کہ اس پروردگار کی قسم! جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے آپ نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا کہ ایک حرف بھی باقی نہیں رہا جو کچھ آپ نے بتا دیا بالکل اسی طرح سب کچھ ہوا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے زمین کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا تو میں نے اس کے پورے معرکے کو دیکھا۔

(۱) حضرت جعفرؓ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا بیان ہے کہ جس دن جنگ موتہ میں جعفرؓ اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے تھے اس دن میں نے صبح صبح کافی کھانا تیار کیا تھا مجھے ان شہداء کی اطلاع نہیں تھی، میں نے اپنے بچوں کو جمع کیا ان کے کپڑے صاف کر کے چہرے دھو لئے اور ان کے سر میں تیل ڈال کر خوب تیار کیا کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے اسماء! جعفر کے بیٹے کہاں ہیں؟ میں ان سب بچوں کو حضور ﷺ کے پاس لے آئی حضور ﷺ نے ان کو گود میں لے کر سینہ سے لگایا پھر ان کو سونگھا، پھر بے اختیار آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری

besturdubooks.wordpress.com

ہوئے اور آپ رونے لگے میں نے کہا یا رسول اللہ! شاید جعفر کے متعلق آپ کو کوئی خبر پہنچی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں آج وہ شہید ہو گئے۔ یہ سن کر میں کھڑی ہو گئی اور چیخ چیخ کر رونے لگی اور کچھ دیگر عورتوں کو میں نے اطلاع کی تاکہ وہ بھی آ جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے اسماء! زبان سے کوئی نامناسب بات نہ کہو اور نہ سینہ کوبی کرو اس کے بعد حضور ﷺ اپنی صاحبزادی فاطمۃ الزہراءؓ کے ہاں تشریف لے گئے تو وہ فرمانے لگیں: "واعماہ" ہائے میرا چچا ہائے میرا چچا۔ حضور نے فرمایا: "**علیٰ مثل جعفر فلتبک البـاکیۃ**"، جعفر جیسے شخص پر رونے والی کو رونا ہی چاہئے، پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانے کا انتظام کرو کیونکہ وہ آج بہت مشغول ہیں۔

(۲) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب حضور ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور میری امی جان کو میرے ابا جان کی شہادت کی خبر سنائی، اس وقت حضور ﷺ میرے اور میرے بھائی کے سر پر رحمت وشفقت کا ہاتھ پھیر رہے تھے میں دیکھ رہا تھا کہ حضور ﷺ کی مبارک آنکھوں سے مسلسل آنسو جاری تھے جو آپ کی داڑھی مبارک سے نیچے گر رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے ہمارے ہاں اس طرح دعا فرمائی۔ "مولائے کریم! جعفر شہادت کا بہترین ثواب لے کر تیرے پاس آیا ہے، اے اللہ! ان کے پسماندگان کی تو ہی بہتر خبر گیری فرما" اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے اسماء! کیا تجھے ایک خوشخبری نہ سناؤں؟ اسماء نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور سنائیں، حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جعفر کو دو پر عطا کئے ہیں جس سے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑ کر جاتے ہیں۔ اسماء نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ یہ بات عام صحابہ کو بھی بتا دیجئے، چنانچہ حضور ﷺ ہمارے ہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور خود منبر پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور مجھے منبر کے ایک زینہ نیچے اپنے سامنے بٹھا دیا آپ کے چہرہ انور پر غم کے آثار نمایاں تھے اور آپ نے صحابہ سے اس طرح کلام فرمایا: "لوگو! سن لو جنگ موتہ میں جب جعفر شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پر عطا کئے جس سے وہ اڑ رہے ہیں۔" اس کے بعد حضور ﷺ منبر سے نیچے اتر گئے اور مجھے اپنے ہاں لے گئے اور میرے بھائی اور گھر والوں کو بلایا اور پھر ہمیں عمدہ کھانا کھلایا ہم تین دن

besturdubooks.wordpress.com

حضور ﷺ کے ہاں ٹھہرے رہے حضور ﷺ جس زوجہ محترمہ کے گھر تشریف لے جاتے ہم بھی وہاں چلتے یہاں تک کہ تین دن کے بعد ہم اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔

(۳) ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ تک زید بن حارثہ اور جعفر اور عبداللہ بن رواحہ کی موت اور شہادت کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ مسجد نبوی میں بیٹھ گئے اور غم کے آثار آپ کے چہرہ انور پر نمایاں تھے، میں گھر کے دروازہ کے شگاف سے دیکھ رہی تھی کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جعفر ؓ کی عورتیں رو رہی ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جا کر ان کو چیخنے چلانے سے روک دو، وہ آدمی گیا اور پھر آ گیا کہ وہ عورتیں میری بات نہیں مان رہیں حضور ﷺ نے فرمایا جا کر ان کو روک دو، وہ آدمی تیسری دفعہ حضور ﷺ کے پاس آ گیا اور کہنے لگا کہ وہ عورتیں مجھ پر غالب آ گئیں اور باز نہیں آ رہی ہیں، میرے خیال میں حضور ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ جاؤ اور ان کے مونہوں میں مٹی ڈال دو، میں نے کہا: اے شخص!) اللہ تعالیٰ تیری ناک خاک آلود کرے نہ تم حضور ﷺ کے حکم کو منوا سکتے ہو اور نہ حضور ﷺ کو مشقت میں ڈالنے سے باز آتے ہو، بلکہ ہر دفعہ آ کر اطلاع کرتے ہو جس سے حضور ﷺ مزید پریشان ہو جاتے ہیں۔ (مشکوۃ، ص:۱۵۲)

ان واقعات سے یہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ طبعی طور پر اگر کوئی آدمی بغیر شور اور بغیر جزع فزع کے کسی شہید پر روتا ہے تو یہ منع نہیں ہے اور اگر کوئی صبر کرتا ہے تو بھی اچھا ہے۔

اس موقع پر صحابہ نے جنگ موتہ کے شہداء کے حق میں مرثیہ کے اشعار بھی پڑھے ہیں۔ چنانچہ خود حضرت اسماء بنت عمیس نے اپنے محترم شوہر حضرت جعفرؓ کے متعلق لمبا قصیدہ پڑھا ہے جس کے دو شعر یہ ہیں۔

فَاٰلَیْتُ لَا تَنْفَکُّ نَفْسِیْ حَزِیْنَۃً

عَلَیْکَ وَلَا یَنْفَکُّ جِلْدِیْ اَغْبَرَا

میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ میں ہمیشہ تیری وجہ سے غمگین رہوں گی اور میرا جسم ہمیشہ غبار آلود رہے گا۔

فَلِلّٰہِ عَیْنَا مَنْ رَاٰی مِثْلَہٗ فَتًی

اَکَرَّ وَاَحْمٰی فِی الْھِیَاجِ وَاَصْبَرَا

besturdubooks.wordpress.com
اللہ تعالیٰ کے لئے اس شخص کی خیر کثیر ہو جس کی آنکھوں نے جعفر رضی اللہ عنہ جیسے جنگوں میں حملہ آور صابر اور حامی دین شخص کو دیکھا،

لشکر اسلام کے ایک اور شاعر نے جنگ موتہ سے واپسی پر ان تینوں امراء اور شہداء کا اس طرح مرثیہ پڑھا۔

كَفٰى حُزْنًا اَنِّىْ رَجَعْتُ وَجَعْفَرٌ
وَزَيْدٌ وَعَبْدُاللّٰهِ فِىْ رَمْسِ اَقْبُرٍ

میرے لئے یہ غم کافی ہے کہ میں واپس زندہ لوٹ کر آیا اور جعفر اور زید اور عبداللہ خالی قبروں میں پڑے رہ گئے۔

قَضَوْا نَحْبَهُمْ لَمَّا مَضَوْا لِسَبِيْلِهِمْ
وَخُلِّفْتُ لِلْبَلْوٰى مَعَ الْمُتَغَبِّرِ

انہوں نے اپنا مقصود اس وقت پالیا جبکہ وہ شہید ہو گئے اور میں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ مصائب جھیلنے کے لئے رہ گیا۔

## غزوہ موتہ کے شہداء

یہ امر معجزہ سے کم نہیں کہ تین ہزار کی قلیل عدد کا لشکر جو تھکا ماندہ تھا، دور دراز کا سفر کر چکا تھا بالکل دشمن کے بیچ میں ناآشنا علاقوں میں داخل ہو چکا تھا، پھر دو لاکھ جنگجو کفار کے نرغے میں بھی آ چکا تھا پھر مقابلہ بھی صف بندی کے ساتھ تھا، میدان مبارزہ میں باقاعدہ بلا بلا کر مقابلہ ہوتا تھا گھمسان کا رن پڑ چکا تھا اور پھر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف بارہ آدمی شہید ہو چکے تھے، جبکہ مد مقابل کفار سے ایک جم غفیر مارا جا چکا تھا، دوسرے شاہینوں کی بات چھوڑ دیں صرف حضرت خالد سیف اللہ کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ چکی تھیں، آخر سخت لڑائی تھی تب ہی نو تلواریں ٹوٹیں، بس اس میں یہی کہہ سکتے ہیں جو اللہ کا فرمان ہے: ”كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ.“ بسا اوقات ایک چھوٹی جماعت اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آ جاتی ہے ہاں واقعی ایسا ہی ہے اور ایسا ہوا اور ایسا ہوگا، تین ہزار اور دو لاکھ، آخر تناسب کیا ہے؟ بہر حال جن نفوس قدسیہ نے دین اسلام کے لئے جان کی بازی لگائی اور شہید ہو

besturdubooks.wordpress.com



گئے ان کے نام یہ ہیں، مہاجرین میں سے چار ہیں یعنی (۱) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ (۲) حضرت زید بن حارثہؓ (۳) حضرت مسعود بن اسودؓ (۴) اور حضرت وہب بن سعدؓ ان کے علاوہ باقی آٹھ کا تعلق انصار سے تھا جن کے نام یہ ہیں: (۵) حضرت عبداللہ بن رواحہؓ (۶) حضرت عبادہ بن قیسؓ (۷) حضرت حارث بن نعمانؓ (۸) حضرت سراقہ بن عمروؓ (۹) حضرت ابوکلیبؓ (۱۰) حضرت جبر بن عمروؓ (۱۱) حضرت عمرو بن سعدؓ (۱۲) اور حضرت عامر بن سعدؓ

رضوان اللہ تعالی علیهم وعلی جمیع الشهداء الی یوم القیامة .

سلام علیکم یا شهداء الاسلام ویا اخیا ر المسلمین والاسلام ویا احباء سیدالانام سلام علیکم سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار .

وصلی الله تعالی علی خیر خلقه ونبیه وصفیة وصفوة بریه ورسوله محمد وعلی اله وصحبه اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین .

(حضرت مولانا) فضل محمد بن نور محمد یوسف زئی

استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوریؒ ٹاؤن کراچی

۱۴ ستمبر ۱۹۹۶ء

besturdubooks.wordpress.com

# چوتھے شعر کے تغیر کے ساتھ شاعرِ مشرق کا ترانہ

چین و عرب ہمارا ، ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم ، وطن ہے سارا جہاں ہمارا

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آسان نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

دنیا کے بُت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

تیغوں کے سائیوں میں چل کر جواں ہوئے ہم
خنجر بلالؓ کا ہے قومی نشاں ہمارا

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کرچکا ہے تو امتحان ہمارا

اے گلستانِ اندلس !وہ دن بھی یاد ہیں تجھ کو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا

اے موجِ دجلہ تو بھی پہچانتی ہے ہم کو
اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا

سالارِ کارواں ہے میرِ حجازؐ اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جہاں ہمارا